ایمانی کمزوریاں اور اُن کا علاج

مترجم

مُظفّر علی فیضی

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

60

ایمانی کمزوریاں
اور
ان کا علاج

مصنف

محمد صالح المنجد

مترجم

مظفر علی فیضی

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

☆☆☆

نام کتاب ـــــــ ایمانی کمزوریاں اوران کا علاج

مصنف ـــــــ محمد صالح المنجد

مترجم ـــــــ مظفر علی فیضی

نظر ثانی ـــــــ مولانا سید محمد اقبال حسین شاہ قادری

باراوّل ـــــــ 2004ء

کمپوزنگ ـــــــ عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ 042-7236056

ناشر ـــــــ چوہدری عبدالمجید قادری

تحریک ـــــــ چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ہدیہ ـــــــ [redacted] روپے

ملنے کے پتہ

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ اُردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	تقریظ جمیل	5
2	مقدمہ	7
3	**حصہ نمبر 1** کمزور ایمان کی علامات	10
4	اطاعت میں سستی کی علامات	12
5	لالچی اور بخیل کمزور ایمان کی وجوہ کی نظر میں	17
6	نیکی کو حقیر جاننا اور چھوٹی نیکیوں سے بے توجہی کرنا	21
7	دین کے معاملے کو ذمہ داری نہ سمجھنا	23
8	زیادہ جھگڑے اور سخت دل والوں سے مرغوب ہونا	25
9	**حصہ نمبر 2** ضعف ایمان کے اسباب کے بارے میں	26
10	ایمانی فضا سے لمبا عرصہ دور رہنا	27
11	نیک آدمیوں کی قیادت سے دور رہنا	28
12	کمزور ایمان کے سبب مال واسباب میں مشغول ہونا	31
13	لمبی امیدیں	34
14	**حصہ نمبر 3** ضعف ایمان کا علاج	36
15	اللہ رب العزت کی عظمت کو سمجھنا	45
16	علم شرعی کی طلب	50
17	ذکر کے لوازمات کا حلقہ	51
18	نیک اعمال کرنے سے ایمان کو تقویت پہنچتی ہے	53
19	اعمال صالح کی کوشش	56
20	فوت شدہ کا تدارک	59
21	عبادت کی قسمیں	62
22	برے خاتمہ سے ڈر	64
23	موت کا ذکر زیادہ کرنا	66
24	ایمان کو جلا دینے والے امور	74
25	کم امیدیں	76
26	صغیرہ گناہ کو حقیر نہ جاننا	77

انتساب

اُن عظیم ہستیوں کے

نام

جنہوں نے اہل سنت و جماعت کوترقی کی

راہوں پر

گامزن اورمردحق کاکردارادا کیا

☆ جن کے نام نامی اسم گرامی

پیرومرشد بزرگ کامل

☆ سید عبداللہ شاہ جیلانی فیروز آباد

☆ حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

مظفر فیضی

Marfat.com

تقریظ جمیل

نشانِ منزل

محمد منشاء تابش قصوری
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ (پ۵ سورہ النساء)
مذکور الصدر آیت میں ایمان لانے کے بعد پھر اللہ و رسول پر ایمان لانے کے حکم میں کیا حکمت ہے؟ ظاہر ہے ایمانی کمزوریوں کو دور کرنے کے بابت ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔ دوسرے مقام پر یوں حکم ہو رہا ہے۔

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّةً ٥ اے ایمان داروں اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

اس آیت سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ ایماندار کمزوریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایمان کا حسن و جمال اعمال صالحہ سے ہے۔ جن سے انسان دین و دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے شاد کام ہو سکتا ہے۔

بناءً علیہ عزیز القدر مولانا مظفر علی فیضی زید علمہ' وعملہ' نے پیش نظر کتاب ''ظاہرۃ ضعف الایمان'' ایمانی کمزوریوں اور ان کا علاج لکھ کر بہت عمدہ کام سرانجام دیا ہے۔ یہ مختصر مگر جامع رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسے ہر مسلمان کو نہایت انہماک سے پڑھ کر اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے اور جو جو کمزوریاں محسوس کریں انہیں امکانی حد تک دور کر کے حلاوت ایمانی سے بہرہ مند ہونا چاہیے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیزم موصوف کے قلم کو مزید تابانیاں عطا فرمائے اور تراجم و تصانیف کی محبت سے مالا مال ہوں۔

امین ثم امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

فقط
محمد منشاء تابش قصوری
۲ رجب المرجب
۱۹۔ اگست ۲۰۰۵ء جمعرات

Marfat.com

الحمدللہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ' والصلوٰۃ والسلام علیٰ الہ واصحابہ الذین اجرو احکام الدین

معروض کہ راقم السطور کو یہ مختصر سی کتاب ''ظاہرۃ ضعف الایمان'' ''ایمانی کمزوریوں اور انکا علاج'' پیش کرنیکی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ جسے عربی سے اردو کا لباس پہنایا گیا ہے۔

انسان فطری طور پر خطاء ونسیان کا پتلا ہے۔ اس کی اصلاح کیلئے انبیاء ومرسلین' رحمۃ للعالمین علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسی عظیم ہستیاں تشریف لائیں اور ان کے انوار وتجلیات سے انسان خوب خوب مستفیض ہوا۔ مگر شیطان جو انسان کا ظاہر باہر دشمن ہے اس نے اپنی کارروائی جاری رکھی اور انسان کو اپنے نزعے میں لیتے ہوئے اس کے ایمان پر مسلسل ڈاکے ڈالتا رہا۔ جس کے باعث کفار ومشرکین کو تو چھوڑیئے خدا و رسول کا دم بھرنے والے بھی اس کا شکار ہوتے گئے اور ان کا ایمان کمزور سے کمزور ہوتا چلا گیا نوبت باایں جارسید کہ اکثریت ایمانی کمزوریوں کا شکار ہوگئی۔ اب ان کمزوریوں سے آگاہی کے ساتھ ساتھ انہیں دور کرنے کیلئے مؤثر علاج کی طرف اس کتاب سے رہنمائی حاصل ہو رہی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اگر اسے محبت و ذوق سے مطالعہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ العزیز بے حد فوائد وثمرات حاصل کریں گے۔ مجھے اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا اعتراف ہے۔ تاہم اساتذہ کرام کی نگاہ شفقت اور ان کی مبارک تربیت نے مجھے حوصلہ بخشا اور ''ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج'' پیش کیا جا رہا ہے۔ میرے جن اساتذہ کرام نے اس سلسلے میں کرم فرمایا ان میں صاحب علم وقلم اساذی علامہ مولانا الحاج محمد صدیق ہزاروی صاحب شیخ الحدیث جامع نظامیہ رضویہ وحضرت استاذی علامہ مولانا خلیل احمد قادری مدظلہ' خصوصیت سے قابل ذکر ہیں' اور ساتھ ہی ساتھ حضرت علامہ مولانا استاذی محمد منشاء تابش قصوری صاحب مدظلہ' نے بھی خوب دل جوئی سے نوازا۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ جملہ اساتذہ کرام کے فیوض و برکات سے ہمیشہ ہمیشہ بہرہ مند فرماتا رہے۔

آخر میں راقم الحروف ''ادارہ قادری رضوی لاہور'' کے ارباب حل وعقد کا بھی ممنون ہوں۔ جنہوں نے اس کی اشاعت وطباعت کا اہتمام فرما کر میرے تراجم وتصانیف کے سلسلہ میں راہ ہموار کی دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مکاتب اہل سنت کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمائے اور میری اس حقیری کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

طالب دعا

مظفر علی فیضی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ ۱۹ اگست ۲۰۰۴ء یوم الخمیس

Marfat.com

مقدمہ

ان الحمد نحمد، ونستعینه ونستغفره ونستهدیه ونعوذ باالله من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا من یهده الله فلا مضل له ومن یضلل فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده، لاشریک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله،

يَـآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ (ال عمران ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔

يَـآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۝ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْراً وَنِسَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَام اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء ۱)

اے لوگو ڈرو تمہارے رب سے جس نے تم کو پیدا فرمایا ایک ہی جان سے اور پیدا فرمائے اس سے (زمین میں) بہت سارے مرد اور بہت ساری عورتیں اور تم اللہ سے ڈرو جسکے بارے میں تم سوال کرتے ہو اور رحموں کے بارے میں بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

يَـآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَولاً سَدِيْدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچی بات کہو اور وہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور تمہارے

Marfat.com

يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا
گناہوں کو بخش دے گا اور جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اسکے رسول کی تحقیق وہ کامیاب ہوا۔ بڑی کامیابی

یہ کتاب ظاہرۃ ضعف الایمان مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان لوگوں کیلئے جو مندرجہ ذیل عبارتوں کی وجہ سے اپنے دلوں میں تردد یا سنگ دلی پاتے ہیں۔

۱) میں اپنے دل میں سختی محسوس کرتا ہوں۔
۲) میں عبادت میں خشوع خضوع نہیں محسوس کرتا۔
۳) میں سمجھتا ہوں میرا ایمان پست ہو چکا ہے۔
۴) میں قرآن کریم کی تلاوت سے متاثر نہیں ہوتا۔ (دل کو سکون نہیں ہوتا)
۵) میں آسانی سے (بغیر ہچکچاہٹ) کے گناہ کرنے لگا ہوں۔

اور بکثرت لوگ ہیں جن پر مرض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ مرض ہر مصیبت کی بنیاد ہے اور ہر کوتاہی اور آزمائش کا ذریعہ ہے اور (بدن انسانی میں مرکز ومحور) دل کا موضوع نہایت ہی نازک اور بہت ہی اہم موضوع ہے۔ دل کو قلب بھی اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ بہت جلد تبدیلی اختیار کرتا ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں فرمان آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ

"قلب (دل) کو قلب اس کے تبدیل ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور دل کی مثال ایک پرندہ کے پر کی طرح ہے جو کہ درخت کی جڑ میں لگا ہوا ہو اور ہوا اس کو اڑا کر لے جائے اور اس کے پوشیدہ حصے کو ظاہر کر دے" اور دوسری روایت میں ہے کہ "دل کی مثال ایسے پرندے کے پر کی طرح ہے جو کہ ایسے بیاباں میں ہو کہ ہوا اس کے باطنی حصے کو آشکار کر دے" رواہ احمد اور یہ صحیح جامع میں بھی ہے۔

اور یہ دل بہت زیادہ تبدیل ہوتا ہے جس طرح کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آدمی ہانڈی سے بھی زیادہ جلدی تبدیل ہوتا ہے۔ جس وقت ہانڈی کو زیادہ ابالا جائے (جب ہانڈی کو ابالا آجاتا ہے تو وہ زیادہ آگ کی تپش کی وجہ سے اپنے نیچے

والی چیز کواوپر لے آتی ہے۔ آقا علیہ السلام نے آدمی کی مثال بھی اسی کی طرح دی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ہانڈی کو ابالا آجائے تو وہ تبدیلی لاتی ہے آدمی اس سے بھی زیادہ تبدیلی لاتا ہے۔ اور اللہ رب العزت دلوں کو تبدیل کرنے والا اور پھیرنے والا ہے۔ جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص کی روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے کہ تمام آدمیوں کے دل رحمٰن عزوجل کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں جس طرح وہ چاہتا ہے وہ اسے پھیر دیتا ہے"۔

پھر آقاء نامدار ﷺ نے فرمایا اے رب غفور دلوں کو پھیر دینے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف پھیر دے" (رواہ مسلم عبدالباقی)

اور جہاں ہے کہ (بیشک اللہ رب العزت آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے) (القرآن) اور تباہی و بربادی ہے (ان لوگوں کیلئے جن کے دل اللہ رب العزت کے ذکر سے سخت ہیں) (القرآن) اور یقیناً جنت کا وعدہ' اس شخص کیلئے ہے جو بن دیکھے رحم فرمانے والی ہستی سے ڈرا اور رجوع کئے ہوئے دل کے ساتھ آیا (فرمانبردار ہوا توبہ کی) (القرآن)

مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کی پوشیدہ بیماری کو دریافت کرے اور اس کے سبب کو (معلوم کرے) اور اس کی ہلاکت اور اس (دل) میں زنگ لگنے سے پہلے اس کے علاج کی راہ نکالے۔ اور یہ (دل کا سخت ہونا) بڑی گھناؤنی بات ہے اور اللہ رب العزت نے ہمیں سخت دل رکھنے والے اور بند دل والے بیمار دل والے کے اندھے اور پھرے ہوئے دل والے سے (جس کا دل حق سے باطل اور خیر سے شر کی طرف ہو) اور جس (دل) پر پیدائشی مہر لگی ہوئی ہے اور کمزور ایمان کے مرض کی علامات اور اس کے (کمزوری) اسباب اور اس کے (کمزور مریض دل) علاج کو جاننے کیلئے کوشش کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ میں اللہ رب العزت

Marfat.com

سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت مجھے اور میرے مسلمان بھائیوں کو اس عمل کے ذریعے نفع دے۔ اور بھرپور بدلہ دے اس شخص کو بھی جو اس (علاج) کو تیار کرنے میں شریک ہوا اور جس سے سوال کیا گیا ہے وہ ہستی پاک ہے کہ ہمارے دلوں کو نرم کر دے اور اس کو راہ راست پر لائے۔ بیشک وہ اچھا مددگار ہے اور وہ (ذات) ہمیں کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

حصہ نمبرا کمزور ایمان کی علامات

کمزور ایمان کے مرض کی چند وجوہات اور علامات ہیں۔ ان وجوہ میں سے (گناہوں میں پڑنا حرام شدہ چیزوں کا مرتکب ہونا) گناہگاروں کا ایک (گروہ) گناہوں کا ارتکاب کرنے پر ڈٹ جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی گناہوں کی کئی قسموں کا ارتکاب کرتا ہے۔

۱) اور اسکا زیادہ گناہ میں مبتلا رہنا اور وہ (گناہ) اسکو معروف عادت کی تبدیلی کی طرف پہنچاتا ہے۔

پھر وہ آہستہ آہستہ اپنے دل کی خرابی کو ختم کرتا ہے اتنے تک کہ اس میں مجاھرۃ (چھپی ہوئی نیکیوں کو ظاہر کرنا) کی عادت داخل ہوتی ہے۔

اور اس حدیث کے تحت داخل ہوتا ہے۔ ”میرا ہر امتی بخشا ہوا ہے مگر کہ مجاھرت والے (اپنی چھپی ہوئی نیکیوں کو لوگوں پر آشکار کرنے والے) اور مجاھرۃ یہ ہے کہ رات کو آدمی کوئی عمل کرے پھر اللہ تعالیٰ صبح کو اس کی اس نیکی کو پوشیدہ رکھتا ہے اور وہ (شخص) کہتا ہے۔ اے فلاں گذشتہ شب میں نے ایسے ایسے اعمال کئے اور پھر وہ اسی طرح رات گذارتا ہے۔ اللہ رب العزت اس کے اعمال کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور وہ صبح ہوتے ہی آشکارا کر دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے اس کے (عمل) کو پوشیدہ رکھا۔ (رواہ البخاری)

۲) اس کی وجہ سنگ دلی اور اس کی (دل کی) سختی کا احساس انسان یہ محسوس

Marfat.com

کرے کہ اس کا دل خشک سخت پتھر میں تبدیل ہو چکا ہے جیسے (پتھر) سے کوئی چیز نہیں ٹپکتی اور نہ کسی چیز کا اثر قبول کرتا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

ثم قَسَتْ قلوبکم من بعد ذالک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ (البقرہ	پھر اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت

سخت دل والا موت کی نصیحت موتوں کے نظارے اور جنازے سے اثر انداز نہیں ہوتے اور کبھی وہ خود بھی جنازہ اٹھاتا ہے اور اس کو مٹی میں بھی دیکھتا ہے لیکن وہ قبروں کے درمیان اس طرح چکر لگاتا ہے جس طرح پتھروں کے درمیان چکر لگا رہا ہے۔

۳) (ان وجوہ میں سے) (غیر یقینی عبادت کرنا ہے)

نماز، تلاوت قرآن حکیم اور دعاؤں اور انکے علاوہ (عبادتوں کے) درمیان میں ذہن کا منتشر ہونا ہے۔ وہ (غیر یقینی عبادت کرنے والے) ذکروں کو بغیر سوچے سمجھے اکتا دینے والے طریقہ سے پڑھتے ہیں وہ یوں کہ جب وہ اس پر ہمیشگی کرتا ہے اور اگر مقررہ مسنون دعا مانگتا ہے تو اس دعا کے مطلب و مقصد پر غور نہیں کرتا۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

۴) (کمزور ایمان کی علامتوں میں سے اطاعت اور عبادت میں سستی کرنا اور اسے ضائع کر دینا ہے)

جبکہ وہ فرض نمازوں کے وقت سو جائے اور اسی طرح وہ سنت مؤکدہ کو فوت کر دے یا کوئی وظیفہ یا ورد وغیرہ (ضائع کر دے اپنے وقت پر نہ کرے) ان کی قضاء پر بھی دھیان نہیں دے اور فوت شدہ چیزوں کا کوئی بدلہ بھی نہ دے اور اسی طرح جان بوجھ کر سنتیں یا فرائض کفایہ چھوڑ دے اور کبھی کبھی نماز عید میں بھی حاضر نہیں ہوتا (باوجود اس کے کہ بعض اہل علم نے عید میں حاضر ہونے کو واجب قرار

Marfat.com

دیا ہے) اور کسوف اور خسوف (سورج گہن اور چاند گہن) کی نماز بھی نہیں پڑھتا اور جنازہ میں حاضری کا اہتمام بھی نہیں کرتا اور نہ نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ وہ اجر ثواب سے بے توجہی اختیار کرتا ہے جن لوگوں کے اللہ رب العزت نے وصف بیان فرمائے ہیں ان کے برعکس کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کے اس قول سے

انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین	بیشک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ہمیں پکارتے ہیں امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے

(اطاعت میں سستی کی علامات)

سنن موکدہ' قیام اللیل (رات میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا عبادت کرنا) مسجد کی طرف جانے میں جلدی نہ کرنا اور تمام نوافل میں سستی کوتاہی کرنا جیسے نماز چاشت (میں سستی کرنا) اور توبہ اور اسے نماز استخار کی دو رکعت سے زیادہ کی دل میں کوئی قدر و قیمت نہ ہونا۔

۵) (دل کے تنگ ہونے اور مزاج کی تبدیلی اور طبیعتوں کی ممانعت کمزور ایمان کی علامات میں سے)

انسان پر بڑا بوجھ ہوتا ہے اسے مشکل سے اٹھاتا ہے۔

وہ (انسان) تھوڑی سی چیز (تکلیف) سے جلدی پریشانی اور تکلیف محسوس کرتا ہے اور اپنے اردگرد لوگوں کے تصرفات سے تنگی محسوس کرتا ہے اور اس کے دل کی رواداری ختم ہو جاتی ہے اور پاک پیغمبر حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول سے ایمان کی وصف بیان فرمائی ہے۔

"ایمان! صبر اور رواداری ہے اور مومن کی وصف بیان فرمائی ہے کہ اس وجہ سے کہ وہ (مومن) محبت و الفت کرتا ہے اس سے محبت کی جاتی ہے' جو نہ محبت کرے اور نہ اس سے محبت کی جائے اس میں بہتر و بھلائی نہیں ہے"۔

Marfat.com

؎ یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

(۶) (کمزور ایمان کی علامتوں میں سے یہ کہ قرآن مجید کی آیتوں سے غیر مطمئن ہونا) (مطمئن نہ ہونا) اس کے وعدوں سے نہ اس کی وعید (ڈرانے سے) نہ (مطمئن ہونا) اس کے حکم سے اور نہ (وہ مطمئن ہوتا ہے) اس کے روکنے سے اور نہ (مطمئن ہوتے ہیں) قیامت کی وصف بیان کرنے سے

کمزور ایمان والا قرآن مجید کے سننے سے اکتاہٹ محسوس کرتا ہے۔ اور اس کا دل ہمیشہ قرآن مجید کے پڑھنے پر طاقت نہیں رکھتا۔ جب بھی قرآن مجید کو کھولتا ہے عنقریب (جلدی) بند کرتا ہے۔

بقول شاعر

؎ وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

(۷) (کمزور ایمان کی علامتوں میں سے اللہ رب العزت کے ذکر اور اس سے دعا کرنے میں غفلت برتنا)

ذکر کرنے والے پر ذکر مشکل ہو جاتا ہے، جب دعا کیلئے ہاتھ بلند کرتا ہے تو جلدی سے ہاتھ کھینچ کر (دعا) ختم کر دیتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے اس قول سے منافقین کی وصف بیان فرمائی ہے۔

وَلَا یَذْکُرُونَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا — وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر کہ تھوڑا ہی ذکر کرتے ہیں۔ (سورۃ النساء ۱۴۲)

(۸) کمزور ایمان کی علامتوں میں سے ہے کہ اللہ رب العزت کی محارم کی پاسداری پر غصہ کا نہ آنا)

اس واسطے کہ اس کے دل میں غیرت کی سوزش بجھ جاتی ہے کسی کو روکنے سے اس کے ہاتھ رک جاتے ہیں، اپنے ساتھی کو نہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور نہ اسے

Marfat.com

برائی سے روکتا ہے اور نہ ہی کبھی اللہ کے بارے میں اس کا چہرہ تبدیل ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمزور آفت رسیدہ دل کی وصف بیان فرمائی ہے۔ حدیث صحیح میں اپنے اس قول سے کہ ''دلوں پر فتنے نہیں پھیلائے جاتے جس طرح کہ چٹائی کے تنکے تنکے ہوں۔ جس دل میں وہ (ایمان) راسخ ہو۔ (یعنی اس میں پوری طرح سے داخل ہو) اس میں گہری تاریکی ہو (یعنی اس میں گفتگو کے بنیادی نقطہ کے مسئلہ ہوں) یہاں تک کہ معاملہ اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح دوسری حدیث صحیح میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ کالا خاکستری رنگ والا ہو (کچھ سفید ہو اس سے کالا پن ملتا ہو) جس طرح کہ پیالا ٹیڑھا الٹا مائل ہو (الٹ مائل) وہ نہ نیکی کو جانتا ہے اور نہ برائی کو برا سمجھتا ہے مگر کہ جو خواہشات اس کے دل و دماغ میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ (رواہ مسلم)

پس یہ چیز (مذکورہ بالا) اس کے دل سے نیکی کی محبت اور برائی کی ناپسندیدگی کو ختم کر دیتی ہیں اس کے ہاں تمام معاملات برابر ہوتے ہیں۔ پس وہ کسی کو حکم دینے پر (نیکی کے کام کا) اور روکنے پر (برائی سے) امادہ نہیں کرتا۔

بلکہ وہ کبھی کبھی زمیں میں کاروبار کرتے ہوئے برائی کے بارے میں سنتا ہے تو اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ (کسی برائی کے رائج ہونے کی جب اسے خبر پہنچتی ہے) اُس پر اتنا بوجھ ہوگا کہ جس نے اسے (برائی کو) دیکھا اور اس پر برابر ڈٹا رہا۔

جس طرح کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں ذکر فرمایا ہے کہ جب زمین میں برائی کی جائے جو وہاں موجود ہو اسے ناپسند کرے (کسی اور روایت میں ہے کہ کرھا کی جگہ انکرھا ہے) اس شخص کی طرح ہے جو وہاں موجود نہ تھا اور جو وہاں پر موجود نہ ہو لیکن اس (برائی) کو پسند کرتا ہو تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو وہاں موجود تھا تو یہ اس (گناہ) سے رضامندی ہے اور وہ اس کے دل کا عمل ہے گناہ کو دیکھنے کے درجہ میں اس کا وہ وارث ہوتا ہے۔

(۹) (کمزور ایمان کی علامتوں میں سے ہے کہ ظاہری چیزوں کی صحبت اور

Marfat.com

اس کا تصور) اس میں سے (حب الظہور) بغیر کسی ذمہ داری اور عظیم المرتب ہونے کے اس کا تصور (خیال) کرنا۔

اور یہ وہ چیز ہے جس سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس قول کے ذریعے ڈرایا ہے یقیناً تم امیری کے خواہشمند ہوگے اور تمہیں قیامت کے دن پشیمانی ہوگی۔ پس دودھ پلانے والی بہتر ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے۔

(اس کا (اچھی ہے دودھ پلانے والی) کہنا یہ اس لئے کہ شروع میں (پہلا دور) اس کے پاس مال اور عزت لذت ہوتی ہے اور اس کا بکس الفاطمۃ (دودھ چھڑانے والی بری ہے) کہنا یعنی اس کا آخری زمانہ یا اس کا دوسرا مرحلہ اس لئے کہ اس وقت اس کے ساتھ قتل و غارت اور جدائی ہوگی اور قیامت کے دن اسے مسلسل پیروی کا مطالبہ ہوگا۔

اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ امارۃ بادشاہت کیا ہے! اس کا پہلا مرحلہ ملامت کا ہے اور دوسرا مرحلہ پشیمانی کا ہے اور تیسرا مرحلہ قیامت کے دن عذاب کا ہے سواء انصاف کرنے والے کے جس نے عدل کیا۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

اگر اس کا حکم واجب کے ساتھ قائم ہو اور اپنی جگہ پر ذمہ داری بھی اٹھانے والا ہو ڈرنے کی کوشش اور نصیحت اور عدل میں اس سے افضل نہ پایا جائے۔

جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا

جب ہم نے اس کو فرمایا اس پر انعام کیا اور اس کی عزت افزائی کی لیکن کافی موقعوں پر قیادت میں خودسری کی چاہت کا بھی حکم دیا اچھے (جو وہاں عام طور پر حکومت کے لائق فائق یا بادشاہوں کے قریب والے) لوگوں پر ممتاز کیا اور اہل حقوق (جن کی غیر منصفانہ بادشاہت تھی) کے حقوق کو حقیر سمجھا' اور حکم پر انہی کو ترجیح دی (یعنی جو آدمی نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا محور اور مرکز ہے)

(مجالس محبتوں کے محور ہیں اور کلام کے ذریعہ خود پسندی ہے اور اسکا (محبتوں والی

Marfat.com

مجلس کا کلام) سننا دوسروں پر لازم کرنا ہے)

اور اسی کا حکم ہوتا ہے (جو کہ مجلسوں میں اپنے کلام کو ترجیح دیتا ہے لوگوں پر اس کا سننا لازم کرتا ہے) اور مجلسوں کے سربراہ جنگجولڑاکے ہیں جن سے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اپنے اس قول سے ڈرایا ہے کہ ''ان قتل و غارت کرنے والوں سے ڈرو یعنی جنگجوؤں سے'' رواہ البیہقی

(جب وہ کسی مجلس میں آئے اپنے بیمار نفس میں بڑائی کی محبت بھرنے کیلئے اور لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ لوگ کھڑے ہو کر اس کی مثالیں بیان کریں تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے'' (رواہ البخاری)

اسی وجہ سے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن زبیر اور ابن عامر رضی اللہ عنہما کی طرف نکلے تو ابن عامر اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر بیٹھے رہے (ایک روایت میں ہے کہ وہ (امیر معاویہ) ان دونوں حضرات سے سنجیدہ تھے) تو حضرت امیر معاویہ نے ابن عامر کو کہا بیٹھ جا۔

پس بیشک میں نے آقاء نامدار حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ کھڑے ہو کر اس کی مثالیں پیش کریں تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔ رواہ ابوداؤد

اس قسم کے لوگوں کی مثال کہ وہ کسی طریقہ کو شروع کرتے ہیں تو غصہ سے قسمیں کھانے لگتے ہیں۔

جب کسی مجلس میں جائیں گے تو تب تک وہ خوش نہیں ہوتے جب تک کہ کوئی اس کیلئے کھڑا ہو جائے تاکہ وہ بیٹھے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی ممانعت کو ناپسند کرتے ہیں کوئی آدمی مجلس میں کسی آدمی کیلئے کھڑا نہ ہو

تا کہ وہ وہاں پر بیٹھ جائے۔ رواہ البخاری

(۱۰) (لالچی اور بخیل کمزور ایمان کی وجوہ کی نظر میں)

تحقیق اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں انصار کی مدح فرمائی پس کہا

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَو كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (سورۃ حشر ۹)

وہ ترجیح دیتے انہیں اپنے آپ پر اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

اور یہ بات واضح کردی گئی کہ وہی لوگ کامیاب ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو طمع اور لالچ سے بچایا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ طمع اور لالچ ایمان کی کمزوری کو جنم دیتی ہیں۔

حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ "ایک بندہ کے دل میں کبھی بھی ایمان اور طمع و لالچ جمع نہیں ہو سکتے" رواہ النسائی المجتبیٰ

رہی طمع کی نزاکت اور اس کے دل پر اثرات اسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس قول سے بیان فرمایا ہے "تم لالچ سے بچو کیونکہ تم سے پہلے والے طمع سے ہی ہلاک ہوئے۔ انہوں نے بخل کا حکم دیا اور انہوں نے بخل کیا۔ انہوں نے قطع تعلق کا حکم دیا اور قطع تعلقی اختیار کی۔ انہوں نے گناہ کا حکم دیا اور انہوں نے گناہ کیئے" رواہ ابوداؤد

رہا بخیل، کمزور مومن کوئی بھی چیز نہیں خرچ کرتا اگرچہ اس سے مانگنے والا صدقہ مانگے اور اسکے مسلمان بھائیوں پر فاقہ ظاہر ہو اور وہ (مسلمان) مصیبتوں میں پڑ جائے۔

میں اللہ رب العزت کے کلام میں اس کی برتری کو نہیں پہنچتا اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے کہ

هَـٰأَنتُمْ هَـٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن

ہاں ہاں! یہ جو تم بلائے جاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تو تم

Marfat.com

يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ

(سورۃ محمد ۳۸)

میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ رب العزت بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

(۱۱) (جو کہے وہ نہ کرے) کمزور ایمان کی علامتوں میں سے

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

(سورۃ الصف ۲۔۳)

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ رب العزت کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نفاق کی قسم ہے۔ وہ شخص اللہ رب العزت کے ہاں مذمت کیا ہوا ہے اور مخلوق کے ہاں ناپسندیدہ ہے جس نے اپنے قول اور عمل و فعل کی مخالف کیا (یعنی مولوی صاحب نے تقریر تو بڑی کی لیکن جب بعد میں لوگوں نے دیکھا حضرت علامہ و مولانا وہی عمل کر رہے ہیں جن سے ابھی تقریر میں روک کر گئے تھے) جہنمیوں کی حقیقت فاش کر دی جائے گی کہ وہ دنیا میں نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود نہیں کرتے تھے اور برائی سے لوگوں کو روکتے تھے اور وہ کام خود کرتے تھے۔

(۱۲) (مسلمان بھائیوں کو تکلیف پہنچے یا لڑائی کی شدت سے نقصان یا مصیبت یا نعمۃ کے ختم ہو جانے پر خوشی اور رشک کرنا) من علامات ضعف الایمان

پس خوشی کے ذریعے نعمت کے زوال کا احساس دلایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس سے وہ چیز ختم ہو جاتی ہے جس سے اس نے غیر کو ممتاز کرنا تھا۔

(۱۳) (گناہ میں پڑنے کی جہت سے معاملات میں نظر کرنا۔ یا گناہ میں نہ پڑنے کی جہت سے نظر کرنا اور مکروہ کام سے نظر پست کرنا)

جب کچھ لوگ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ نیک اعمال کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔

وہ اس طرح سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ عمل گناہ کی طرف پہنچاتا ہے یا نہیں؟ کیا یہ حرام ہے یا فقط مکروہ ہے؟۔

ایسی ذہنیت شبہات اور مکروہات کے جال میں پڑنے کی طرف لے جانے والی ہے۔ جو کسی دن حرام چیزوں اور حرام چیز میں واقع ہونے کی طرف پہنچانے والی ہیں۔

اس کو (مذکورہ بالا ذہنیت والا) کوئی چیز مکروہ یا متشبہ چیز سے مانع نہیں ہوئی اس کو کبھی حرام نہیں سمجھتا۔

اور یہ عین وہ چیز ہے جسکی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس قول مبارک سے خبر دی ''جو شک میں پڑا وہ حرام میں پڑا جس طرح کہ چرواہا اپنے حدود کے ارد گرد (بکریاں) چراتا ہے۔ اس شک سے کہ وہ اس سے نہ چر جائیں۔ حدیث فی الصحیحین)

بعض لوگ کسی چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ وہ حرام کی ہوئی ہے۔ وہ سوال کرتا ہے کہ کیا اس میں حرمت شدیدہ ہے یا خفیفہ؟ اور کتنے گناہ اس پر مرتب ہوتے ہیں؟

اس کی مثال یہ ہے اس شخص کو برائی اور گناہ کو چھوڑنے سے دلچسپی نہیں ہوتی' بلکہ اسے تو حرام کے اولین مراتب کے ارتکاب کی صلاحیت ہوتی ہے اور وہ چھوٹے گناہوں کو آسان سمجھتا ہے۔ جسکا نتیجہ اللہ کی محارم کی پاسداری پر بہادر ہونا ہوتا ہے۔ پھر اس کے اور گناہ کے درمیان پردے ختم ہو جاتے ہیں (یعنی پھر اس کو گناہ کرنے سے دل میں ذرا سی بھی کھٹک نہیں ہوتی)

Marfat.com

اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث صحیح میں فرماتے ہیں کہ ”ضرور میری امت میں سے بعض قومیں جانیں گی۔ وہ قیامت کے دن سفید جبل تہامہ کی مثل نیکیوں سے آئیں گے پھر اللہ رب العزت ان کو بکھری ہوئی گرد کر دے گا“۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ان کی وصف بیان فرمائیں۔ ہمارے لئے ان کو ظاہر کر دیں' تا کہ ہم ان میں سے نہ ہوں کیونکہ ہم نہیں جانتے (وہ کیسے لوگ ہوں گے) آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رہی یہ بات کہ یہ تمہارے چمڑے میں سے تمہارے بھائی ہیں۔ تم رات میں حاصل کرتے ہو اسی طرح وہ بھی حاصل کرتے ہیں (یعنی جس طرح تم راتوں میں جاگ کر عبادتیں ریاضتیں کرتے ہو اسی طرح وہ بھی کرتے ہیں)

لیکن وہ ایسی قوم ہیں کہ جب علیحدگی اختیار کرتے ہیں تو اللہ رب العزت کی محارم کی پاسداری کرتے ہیں' رواہ البخاری

اس کو حرام چیزوں میں جکڑا ہوا پائے گا (ان کی پاسداری کے واسطے) نہ کہ تحفظ اور شک کی بناء پر (جکڑا ہوا ہو گا)

یہ تنگی اور شک کے بعد حرام میں پڑنے والے سے بھی زیادہ برا ہے یہ دونوں شخص (خود پاسداری کرنے والے تردد اور تنگی والے) سنگینی پر ہیں۔

لیکن پہلی قسم والا آدمی دوسرے کی نسبت زیادہ برا ہے۔

یہ ان لوگوں کی قسم ہے جو گناہوں کو آسان سمجھتے ہیں۔ یہی کمزور ایمان کا نتیجہ ہے۔

اور یہ بھی نہیں دیکھتا کہ وہ برائی کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے مومن اور منافق کی حالت بیان فرمائی اپنے اس فرمان کے ذریعے۔

”اور مومن وہ ہے جو گناہ کر کے ایسے سمجھے کہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے۔ ڈر

ہے کہ وہ اس پر گر جائے اور گنہگار وہ گناہوں کو مکھیوں کی طرح دیکھتا ہے وہ اس کے ناک سے گذر جاتی ہیں اور فرمایا (ہاتھ کا اشارہ کر کے) اس طرح (یعنی ہاتھ سے (ان مکھیوں کو) ہٹاتا ہے)

(نیکی کو حقیر جاننا اور چھوٹی نیکیوں سے بے توجہی کرنا) من علامات ضعف الایمان

ہمیں حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ ہم اس طرح (جو اوپر بیان کیا گیا) نہ ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ابی جری ھجیمی سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس میں نے کہا اے اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم اہل بادیہ قوم ہیں پس ہمیں کچھ سکھایئے اس کے ذریعے اللہ عزوجل ہمیں فائدہ دے۔ پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "تم کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جانو اگرچہ وہ پانی طلب کرنے والے کے ڈول میں پانی انڈیلنا ہو اگر تو اپنے بھائی سے بات کرے تو تیرا چہرہ کھلا ہوا ہو" مسند احمد

اگر کوئی شخص کنویں سے پانی بھرنے کے واسطے آیا ہو اور تو نے اس سے قبل اپنا ڈول کنویں سے نکالا ہو تو' تو اسے اس کے ڈول میں انڈیل دے' اگرچہ یہ ظاہراً چھوٹا سا عمل ہے لیکن اسے حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ اسی طرح اپنے بھائی (مسلمان کوئی بھی بھائی ہو) سے ہنس مکھ چہرے سے ملنا مسجد سے گندگی اور میلاہٹ کو ہٹانا اگرچہ وہ تنکہ کیوں نہ ہو شاید وہ چھوٹا سا عمل ہی اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب بنے رب العالمین اپنے بندہ کو ایسے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور اسے معاف فرما دیتا ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی ایک درخت کی ٹہنیوں سے گذرا جو کہ راستہ کے درمیان میں تھی تو اس نے کہا اللہ رب العالمین کی قسم میں اسے مسلمانوں کے راستہ سے ہٹاؤں گا تاکہ یہ ان (مسلمانوں) کو تکلیف نہ دے

پس وہ جنت میں داخل کیا گیا'' رواہ مسلم

بیشک وہ آدمی جو بھلائی کے چھوٹے اعمال کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس میں برائی اور انتشار ہے اور چھوٹی نیکیوں کو کم تر سمجھنے میں بڑی خوش طبعی سے محرومی کی سزا کافی ہے۔ اس پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول دلالت کرتا ہے کہ

''جس نے مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹائی اس کیلئے ایک نیکی لکھی جائے گی، اور جس سے یہ نیکی قبول کی گئی وہ جنت میں داخل ہوگیا''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جا رہے تھے اور ایک آدمی انکے ساتھ تھا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے راستہ سے پتھر ہٹایا تو اس آدمی نے کہا یہ کیا ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے راستہ سے پتھر ہٹایا اس کیلئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس کیلئے ایک نیکی ہو وہ جنت میں ہوا''

(۱۵) (مسلمانوں کے فیصلوں باہم تعامل، دعا سے، صدقہ سے اور مدد کرنے سے عدم دلچسپی کرنا)

کمزور احساس آدمی اس کے بھائی کو عالم بقاء میں جو دشمن کے تسلط سے اور سختی سے رنجوں سے اور دباؤ ڈالنے سے پہنچتا ہے وہ اسے ناپسند کرتا ہے پھر وہ اپنے نفس کی سلامتی پر قناعت سے اکتفا کرتا ہے۔ یہ بھی کمزور ایمان کا نتیجہ ہے۔

مومن اسکے برخلاف ہوتا ہے (یعنی مذکورہ بالا تکلیفوں میں مسلمان کی مدد کرتا ہے)

دونوں جہانوں کے سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''بیشک مومن پختہ ایمان والے ایک جسم میں سر کی مانند ہیں۔ مومن ایمان والے کیلئے غمزدہ ہوتا ہے جس طرح جسم تکلیف محسوس کرتا ہے سر کی تکلیف سے'' مسند احمد

(۱۶) (کمزور ایمان کی علامتوں میں سے بھائیوں کے درمیان چاہت کا ختم ہونا)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اسلام میں دو شخص آپس میں محبت نہیں

Marfat.com

کرتے ہیں ان دونوں کے درمیان تفریق کی جاتی ہے پہلا گناہ (یعنی گنہگار شخص) (ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں کے درمیان گناہ کی وجہ سے تفریق کی جاتی ہے) ان دونوں میں سے ایک کو (گناہ) پیش آتا ہے" البخاری

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ گناہوں کی نحوست بھائیوں کے تعلقات کو لمبا کرتی ہے اور ان دونوں میں جدائی کرتی ہے۔ یہ (گناہوں کی) وحشت جسے کبھی کبھی انسان اپنے اور اپنے بھائیوں کے درمیان پاتا ہے۔ یہ اس چیز کا نتیجہ ہے کہ گناہوں کے ارتکاب سے ایمان کو پست کر دے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کے دلوں سے بغاوت ختم کر دیتا ہے۔ تو (باغی گنہگار) ان کے درمیان بری زندگی گذارتا ہے۔

کیونکہ فیصلہ حالت کے معیوب ہونے سے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ اس کے حرام کرنے سے، اور اسی طرح اس سے مومنوں کی رفاقت ختم ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ہٹاتا ہے۔ بیشک اللہ رب العزت ان کو مومنوں سے دور رکھتا ہے۔

(۱۷) (دین کے معاملہ کو ذمہ داری نہ سمجھنا)

اسکے (دین کے) پھیلانے میں کوشش نہ کرنا نہ اسکی خدمت کی کوشش کرنا ان اصحابہ کے برعکس ہے جو دین میں داخل ہوئے اور اپنی ذمہ داری کو جلدی سمجھا۔

اور حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کو تھوڑا سا عرصہ ہوا تھا کہ وہ اللہ رب العزت کی دعوت کیلئے اپنی قوم کے پاس گئے۔ انہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دینے میں جلدی کی۔ اور دین میں داخل ہونے سے اپنے اوپر بڑی ذمہ داری سمجھی اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی قوم کی طرف (اللہ کے دین کی تبلیغ کیلئے) لوٹے۔ (جب انہیں اجازت ملی) تو اپنی قوم کو اللہ رب العزت کی طرف پکارنے (دین کی دعوت دینے) کیلئے لوٹے۔ بہت سارے لوگ آج کے دن دین میں داخل ہونے سے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کے مرحلہ تک بڑی کمزوری سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ (یعنی وہ لوگ

Marfat.com

بہت سستی برتتے ہیں)

حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابہ کرام پر جو دین میں داخل ہونے سے چیزیں مرتب ہوتیں تھیں چاہے وہ کفار سے دشمنی کرنا ہو اور ان سے بیزاری اور جدائی کرنا ہو اس پر (صحابہ) قائم رہتے تھے۔

ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ (اہل یمامہ کے رئیس) جب اسے چھپا کر لایا گیا پھر اسے مسجد میں بلایا گیا اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اسلام پیش کیا۔ پھر اللہ رب العزت نے اس کے دل میں نور ڈال دیا۔ پس وہ مسلمان ہو گیا اور آخر عمر تک دنیا سے بے رغبتی اختیار کی۔ (یعنی زاہد بن کر رہا)

جب مکہ مکرمہ میں پہنچا تو کفار قریش کو کہا تمہیں یمامہ سے گندم کا دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیں" رواہ البخاری

اس نے کفار سے جدائی کی اور اس نے ان کی معاش اور پچھلے تمام طویل امکانات کو جلدی میں پازیبی کی قسم کو حاصل کرنے کیلئے روک دیا۔ اس لئے کہ اس کا ایمان پختہ ہو گیا تھا اس پر یہ کلام لازم تھا۔

(۱۸) (علامات میں سے مصیبت کے اترنے' مشکلات کے لاحق ہونے پر گھبراہٹ اور خوف کا ہونا' اس کو کانپتا ہوا' فریبدہ منتشر ذہن اور اٹھی ہوئی نگاہ سے دیکھا جائے)

جب اسے غم یا آزمائش پہنچتی ہے تو اپنے معاملہ (کام) میں سرگرم ہوتا ہے۔ وہ غمگین ہوتا ہے اور اس کی آنکھیں آنسو بہاتے ہوئے بند ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنے مضبوط اعضاء کے باوجود واقعات سے سامنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حالانکہ اسکا دل بھی مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اس کے کمزور ایمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اگر اس کا ایمان مضبوط ہوتا تو یہ ثابت قدم ہوتا اور بڑے بڑے غموں اور سخت آزمائشوں کا طاقت و ثابت قدمی کے ساتھ سامنا کرتا۔

Marfat.com

(۱۹) (ضعف ایمان کی علامتوں میں سے) (زیادہ جھگڑے اور سخت دل والوں سے مرغوب ہونا ہے)

آقائے نامدار حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں فرمایا:

''کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوتی وہ اسی (ہدایت) پر ہوں ہے مگر کہ ان پر جھگڑے مسلط کئے جائیں گے''۔ رواہ مسند احمد

اگر جھگڑا بغیر دلیل اور بغیر صحیح ارادہ کے ہو تو وہ صراط مستقیم سے دور پہنچا دیتا ہے اور جو لوگ آج باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔ وہ بغیر کسی راہ کے اور بغیر کسی علم اور روشن دلیل کے جھگڑتے ہیں۔

اور اس مذموم عادت کو ہٹانے' چھوڑنے کیلئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کافی ہے کہ ''جس شخص نے جھگڑے کو چھوڑ دیا اگرچہ حق پر ہو تو میں اسے جنت میں ملحق گھر کی ضمانت دیتا ہوں'' رواہ ابوداؤد

(۲۰) ضعف ایمان کی علامتوں میں سے) (دنیا کے ساتھ تعلق رکھنا اس سے محبت کرنا اور اس میں آرام حاصل کرنا)

اسکا دل دنیا کیساتھ اس حد تک معلق ہو کہ جب اس (دنیا) میں اس سے کوئی چیز ضائع ہو جائے تو تکلیف محسوس کرے جیسے مال عزت رتبہ اور رہنے کی جگہ (جب اس سے دنیا کی ایسی چیزیں ضائع ہو جاتی ہے تو تکلیف محسوس کرتا ہے)

تھوڑی سی برائی سے دھوکہ دے ہوئے نفس کو جانچتا ہے۔ اس لئے کہ جو چیز دوسرے کو پہنچی وہ اسے نہیں پہنچی اور وہ اس سے زیادہ تکلیف اور بڑی تنگی محسوس کرتا ہے۔

جب اپنے مسلمان بھائی کو دیکھتا ہے کہ اس کو دنیا کا وہ حصہ حاصل ہوا ہے جو اس سے ضائع ہو گیا تھا تو وہ اس سے حسد کرتا ہے اور اس سے نعمت کے ختم ہونے کی تمنا کرتا ہے اور یہ چیز ایمان کے منافی ہے۔

جس طرح آقاء نامدار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

Marfat.com

''ایک بندہ کے دل میں حسد اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے'' نسائی

(۲۱) (ضعیف ایمان کی علامتوں میں سے) انسان کے کلام عقلی طبیعتوں کے اسلوب کو اپنانا اور اس کا اپنے ایمان کی بلندی کو کھو دینا ہے)

اس شخص کے کلام میں قرآن اور حدیث کی نص کا اثر یا سلف الصالحین رحمہم اللہ کا کلام نہ پائے

(۲۲) (ضعیف ایمان کی علامتوں میں سے) (کھانے پینے لباس رہنے اور سواری کے لحاظ سے نفس کی خواہشات میں غلو کرنا)

تو اس کو کمالیات میں سخت دلچسپی لیتے ہوئے پائے گا۔ وہ اپنے آپ کو خوبصورت بنائے گا قد کے اعتدال سے اور عمدہ لباس خریدنے سے اور اپنے رہنے کی جگہ کو آراستہ کرنے سے اور اپنے مال اور وقت کو خوبصورتیوں میں خرچ کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ اس کیلئے ضروری نہیں نہ اس کی ضرورت ہے (لیکن تب بھی وہ اپنی عادت سے مجبور ہونے کی وجہ سے ایسی غلط چیزیں فضول خرچ کرتا ہے) اس کے باوجود کہ اس کے مسلمان بھائیوں کو اس مال کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ وہ یہ سب کچھ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ عیش کوشی میں اور اس عیش پرستی میں جس سے روکا گیا ڈوب جاتا ہے۔ جس طرح معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا اور اسے وصیت کی اور فرمایا تو (معاذ) عیش کوشی سے بچنا بیشک اللہ رب العزت کے بندے عیش وعشرت میں کوشاں نہیں ہوتے'' رواہ ابونعیم

دوسرا حصہ ضعف ایمان کے اسباب کے بارے میں

ضعف ایمان کے بہت سے اسباب ہیں ان (اسباب) میں سے جو اعراض کے ساتھ مشترک ہیں جیسے گناہ میں پڑنا۔ دنیا کے ساتھ مشغول ہونا۔ بعض اسباب کا ذکر کرنا گذشتہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

Marfat.com

(۱) (ایمانی فضا سے لمبہ عرصہ دور رہنا)

یہ ایمانی فضا سے عرصہ دراز دور ہونا ایمان کی کمزوری کا سبب ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد قست قلوبھم وکثیر منھم فسقون (الحدید ۱۶)

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ انکے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کیلئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو انکے دل سخت ہوگئے اور ان میں بہت فاسق ہیں

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زیادہ عرصہ ایمانی فضا سے دور رہنا یہ دل میں ایمان کے کمزور ہونے کا سبب ہے۔ اسکی مثال وہ شخص ہے جو اپنے بھائیوں سے اللہ رب العزت کیلئے سفر کی بناء پر یا وظیفہ کی بناء پر اور اس جیسے اور معاملات کی بناء پر لمبا عرصہ دور ہو جاتا ہے۔ وہ اس ایمانی فضا کو کھو دیتا ہے جس کے سائے میں وہ عیش کرتا تھا اور اپنی دلی قوت کو بڑھاتا تھا۔

مومن بذاتہ تو کم ہوتا ہے لیکن اپنے بھائیوں کے اعتبار سے زیادہ ہوتا ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " ہمارے بھائی ہمارے نزدیک ہمارے اہل سے زیادہ پر جوش ہیں۔ ہمارے اہل والے ہمارا دنیا میں تذکرہ کرتے ہیں اور ہمارے بھائی ہمارا آخرت میں تذکرہ کرتے ہیں"۔

اور جب یہ دوری گذر جاتی ہے تو وحشت چھوڑ جاتی ہے جو کچھ عرصہ کے بعد ایمانی فضا میں نفرت لوٹ آتی ہے۔ اس کے اثر سے دل سخت اور ظالم ہو جاتا ہے اور اس میں ایمان کا نور بجھ جاتا ہے۔

یہ جو انقلاب برپا کرنے والی تفسیروں سندوں کیلئے' کسی کام کیلئے جگہ تبدیل کرنے کیلئے' یا درس تدریس کیلئے سفر کرنے والوں کے ہاں کی گئی۔

Marfat.com

(۲) (نیک آدمیوں کی قیادت سے دور ہونا)

وہ شخص جو نیک آدمی سے تعلیم حاصل کرتا ہے تو وہ نفع بخش علم نیک اعمال ایمان کی قوت جمع کرتا ہے۔

اس کے پاس جو بھی علم اخلاق اور فضائل میں سے ہیں جو اس کی نگرانی کرتا ہے اور ان کی پیروی کرتا ہے (اس پر عمل کر کے ایک عبرت بن جاتا ہے)

طالب علم' شاگرد دل میں سختی محسوس کرتا ہے جب وہ ان مذکورہ بالا چیزوں سے لمبا عرصہ جدا ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو مٹی غم زدہ ہوگئی۔صحابہ نے فرمایا: ''ہمارے دل انکار کرتے ہیں''

ان (صحابہ) کو بڑی تکلیف وحشت پہنچی کیونکہ ان کے مربی معلم اور نمونہ حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے۔

پھر یہ وصف (معلم مربی اور) ان میں آئی ''جس طرح بارش والی رات میں الگ ہونے والی بکری'' خلافت کے بعض نتائج کی وجہ سے پھر وہ ایک دوسرے کیلئے نمونہ ہو گئے۔آج کے دن مسلمان کو سخت ضرورت ہے کہ نمونہ اس کے قریب ہو۔

(۳) (کمزور ایمان کے اسباب میں سے (شرعی علم کی طلب اور کتب سلف اور ایمانی کتب جو دل کو زندہ کرتی ہیں ان سے دور ہونا ہے)

اس میں کتابوں کی ایسی قسمیں ہیں کہ جس سے پڑھنے والا اپنے دل میں ایمان کی حلاوت کو محسوس کرتا ہے اور ایمان کے اندر پوشیدہ متاثر ہوئی چیزوں سے متحرک ہوتا ہے۔

اس کے پاس اللہ رب العزت کی کتاب اور حدیثوں کی کتابیں ہیں پھر جید علماء کی شفقت آموز اور نصیحت آموز کتابیں ہیں۔

اور جو دل کو زندہ کرنے کے واسطے عقیدہ کو پیش کرنا اچھا سمجھتے ہیں۔

اس کی مثال علامہ جلال الدین اور وغیرھم کی کتابیں ہیں۔مثال ایسی کتاب

Marfat.com

سے کٹ کر صرف فکری کتابوں میں صرف احکام کی ادلہ کی کتب میں یا لغت اور اصول کی کتب میں غرق ہونا ہے۔

جن چیزوں سے دل میں سختی پائی جاتی ہے۔ وہ لغۃ' اصول اور اس جیسی اور کتابوں کے ذمہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو تفسیر اور حدیث سے جو اعراض کرے اس پر تنبیہ ہے۔

تو اس کو ایسی (کتابیں) پڑھتے ہوئے نہیں پائے گا حالانکہ یہ وہ کتابیں ہیں جو دل کو اللہ کے ساتھ ملا دیتی ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ جب تو صحیحین کو پڑھے گا تو تو یہ سمجھے گا کہ تو زمانہ اول میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابہ کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے۔

تو ایمان کی مہک والوں کیلئے ان کی سیرت' ان کی زندگی جوان کے زمانہ میں جو واقعات جاری رہے پیش کرے گا۔

حدیث والے وہ رسول والے ہیں اگر انہوں نے اپنے نفس کی صحبت اختیار نہ کی اور اس نے (نفس) ان کو ساتھی بنایا۔ یہی سبب کتب ایمانی سے دور کرنے والی ہیں۔

جو سبق پڑھتے ہیں اس پر اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

اور اسلام میں جس طرح کہ فلسفہ' علم نفس کا اجتماع اور اس کے علاوہ موضوع جو اسلام کی جدائی سے مائل کئے جانے میں کوئی حد نہیں کوئی علاقہ نہیں اور اسی طرح (اسلام کی کوئی حد نہیں) وہ جو فریفتہ ہو خیالی قصوں کے پڑھنے کا' محبت اور فریفتگی کے قصوں کے اور خواہشات کی تکمیل میں صحیفوں اور رسالوں کی غیر نافع خبروں کی اتباع کرنے کا میمورینڈم وغیرہ میں دلچسپی لینے کا اور اسکی اتباع پر ہمیشگی کرنے کا۔

(۴) کمزور ایمان کے اسباب) (مسلمان کا گناہوں کی چیخوں میں وجود اس میں وہ گناہوں کے ارتکاب سے فخر کرتا ہے دوسرا یہ کہ وہ گانے کے کلمات کو خوش آواز سے گاتا ہے اور تیسرا یہ ہے کہ وہ دھواں چھوڑتا ہے (آتش

Marfat.com

بازی کرنا) چوتھا' بے حیائی والے رسالہ پھیلاتا ہے۔ پانچواں وہ اپنی زبان لعن تعن اور گالی گلوچ اور اسی جیسی بیہودہ باتوں پر چلاتا ہے۔

رہا قیل و قال اور غیبت اور چغلی لگانا کھیلوں کی خبریں ان کی زیادتی یہ شمار نہیں کی جاسکتیں' اور بعض درمیانہ قسم کے لوگ صرف دنیا ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس طرح کہ آج حال ہی میں لوگوں کی بہت سی مجلسوں میں اور آج ان کی فکروں میں (دنیا کا تذکرہ ہے) تجارت' وظیفہ' مال اور لڑائیوں' مشکل کاموں اور بلندیوں اور ترقیاتی اور متردد اور اس کے علاوہ کی باتوں میں' لوگوں کی دلچسپیوں اور باتوں سے صدارت پر قبضہ کرنا ہے' اگر گھروں کے بارے میں گفتگو کریں تو کوئی حرج نہیں۔ جہاں انتہائی مصیبت اور برائیوں کے کام ہوں مسلمان کو حاضر کیا گیا ہو تو اس کا دل پریشان ہوتا ہے۔ بے حیائی والے گانوں سے' خراب فلموں سے محرمات سے خلط ملط ہونے سے اور اس کے علاوہ جن چیزوں سے مسلمانوں کے گھر بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان گھر والوں کی مثال ایسے ہے جیسے ان کے دلوں کو مرض لگ گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سخت دل ہو جاتے ہیں۔

(۵) ان اسباب میں سے (دنیا کی مشغولیتوں میں غرق ہونا اتنا کہ اس بندہ کا دل اس کا گرویدہ بن جائے)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ دینار اور درھم والے ہلاک ہوئے" رواہ بخاری

دوسری جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "تم میں سے کسی کیلئے سوار کے توشہ جتنا کافی ہے" رواہ الطبرانی فی الکبیر

یعنی وہ تھوڑی سی چیز جس سے آدمی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔

یہ ان دنوں میں ظاہر واضح ہے جس کے پاس دنیا کی لالچ اور دنیا سے زیادتی مال حاصل کرنے کی حرص عام ہو چکی ہے۔

اور لوگ تجارت' کارخانوں اور کمپنیوں کے پیچھے دوڑنے لگتے ہیں یہ اس کے

Marfat.com

مصداق ہیں جس کی آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ بیشک اللہ رب العزت نے فرمایا۔ ہم نے مال کو نماز کو قائم کرنے کے واسطے اور زکوٰۃ دینے کے واسطے نازل فرمایا۔ اور اگر انسان کے پاس ایک سونے کی وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی ہو۔ اگر اس کے پاس دو وادیاں ہو تو پسند کرے گا کہ اس کے پاس تیسری وادی بھی ہو۔ انسان کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے پھر اللہ رب العزت سے جو توبہ کرتا ہے۔ وہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ رواہ احمد

(٦) اسی طرح کمزور ایمان کے اسباب میں سے ہے کہ مال، بیوی اور اولاد سے مشغول ہونا

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ" سورۃ الانفال ۲۸	اور تم جان لو کہ بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ	لوگوں کیلئے آراستہ کی گئی ان
مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرَ	خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور
الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ	نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے
وَالْحَرْثِ ذَالِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ	اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور وہ
الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآب	اللہ ہے جسکے پاس اچھا ٹھکانا۔

(سورۃ آل عمران ۱۴)

اس آیت کا مقصد ان چیزوں کی محبت اور اس میں سے عورتوں اور بیٹوں کو مقدم کرنا۔ یہ تب ہے جب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ان کو مقدم کرے اور ایسا کرنے والے کیلئے خراب اور مذمت کیا ہوا ہے۔

اگر ان چیزوں (مذکورہ بالا) کے ساتھ محبت شرعی طور پر ہو اللہ تعالیٰ کی مقررہ

Marfat.com

اطاعت پر ہو تو ایسا شخص قابل تعریف اور قابل مدح ہے۔

تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''مجھ سے دنیا سے اور عورتوں کی چاہت سے زیادہ محبت کرو اور مجھے نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک بناؤ'' رواہ احمد

بہت سے لوگ حرام کی ہوئی چیزوں کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور اللہ کی اطاعت سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اولاد کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹا غمزدہ کرنے والا بزدل کرنے والا ہے' جاہل کرنے والا ہے اور بخیل بنانے والا ہے'' رواہ طبرانی فی الکبیر

(اس کا بخیل کرنے والا) کہنے کی وجہ

جب انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس کو اولاد یاد دلاتا ہے تو وہ کہتا ہے میری اولاد اس مال کی زیادہ حقدار ہے میں (اس مال کو) ان (اولاد) کیلئے رکھتا ہوں ورنہ وہ میرے بعد محتاج ہوں گے پھر وہ اللہ رب العزت کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔

بزدل کرنے والی کہنے کی وجہ

یعنی جب آدمی اللہ رب العزت کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے کہتا ہے تو قتل کیا جائے گا اور مر جائے گا پھر تیری اولاد ضائع اور یتیم ہو جائے گی تو وہ جہاد کیلئے نکلنے سے بیٹھ جاتا ہے۔

اس کا جاہل کرنے والی کہنے کی وجہ

یعنی' اولاد باپ کو علم کی طلب اور اس کو حاصل کرنیکی کوشش اور مجلسوں میں حاضر ہونے سے اور کتابیں پڑھنے سے ہٹا کر دوسرے کاموں میں مشغول کر لیتی ہے۔ (یعنی اس کو یہ مذکورہ بالا کام کرنے نہیں دیتی)

اس کا غمگین کرنے والی کہنے کی وجہ

جب اس کی اولاد بیمار ہوتی ہے تو اس کو غم ہوتا ہے' وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ بیٹا باپ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور باپ اس چیز کی طاقت نہیں رکھتا تو باپ غمزدہ

ہوتا ہے اور جب اولاد بڑی ہوتی ہے تو اپنے والد کی نافرمانی کرتی ہے۔ یہ ہیشگی والا غم اور لازمی تکلیف ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ شادی کرنا چھوڑ دیں اور اولاد جننا ختم کر دیں نہ اولاد کی تربیت کو چھوڑنا مقصود ہے۔ نہ اولاد کو جنم دینا ختم کرنا مقصود ہے۔

اس سے صرف حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اور ڈرانا مقصود ہے۔

رہا مال کا فتنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ہر امت کیلئے کوئی نہ کوئی فتنہ ہے میری امت کا فتنہ مال ہے" رواہ ترمذی

مال پر حرص کرنا یہ بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیے کا گھس کر افراتفری مچانے سے بھی زیادہ خراب ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا مقصد ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں اس شخص سے زیادہ فساد پھیلانے والے نہیں ہیں جو اپنے دین اور عزت کے مقابلہ میں مال پر حرص کرتا ہے" رواہ الترمذی

اسی وجہ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے نیازی کے حصول پر ابھارا نہ کہ اللہ رب العزت کے ذکر سے بے توجہ کرنے والے زائدات سے

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے مال کے جمع کرنے سے اللہ کی راہ میں خادم اور سواری کافی ہے" رواہ احمد

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیادہ مال جمع کرنے والوں کو تہدید (سخت الفاظ) فرمائے ہیں سواء صدقات دینے والوں کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تباہی ہے زیادہ مال جمع کرنے والوں کیلئے' سواء کہ جس مال کے بارے میں کہا اس طرح (خرچ کروں گا) اس طرح (خرچ کروں گا) اس طرح (خرچ کروں گا) اس طرح (خرچ کروں گا) چار مرتبہ فرمایا (آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں بائیں۔ اپنے آگے پیچھے (اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا رواہ ابن ماجہ یعنی (صدقہ کے دروازوں سے اور نیکی کے طریقے کے سے)

Marfat.com

لمبی امیدیں

اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے۔

ذکرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھم الاھل فسوف یعلمون ٥ انکو چھوڑ دے وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور ان کو امیدوں نے غافل کیا ہے پس عنقریب وہ جانیں گے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک سب سے زیادہ خوف جسکی وجہ سے میں تم پر کرتا ہوں وہ خواہشات کی پیروی کرنا ہے اور بڑی امیدیں کرنا ہے۔ رہا خواہشات کی پیروی کرنا تو یہ حق سے روکتی ہے۔ رہی لمبی امیدیں تو یہ آخرت کو بھلا دیتی ہیں"۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ چار چیزیں بدبختی میں سے ہیں، آنسو کا نہ آنا، دل کا سخت ہونا، بڑی امیدیں کرنا اور دنیا کا حریص ہونا

"لمبی امیدیں اللہ کی اطاعت سے سستی، توبہ کرنے سے ٹال مٹول، دنیا سے بے رغبت، آخرت سے بے خبری اور دل میں سختی کو جنم دیتی ہے۔

اسلئے کہ دل میں نرمی اور صفائی، موت، قبر، جزا اور سزا اور قیامت کی ہولنا کیوں کو یاد کرنے سے ہوتی ہیں۔

جس طرح اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے۔

فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ تو ان پر عرصہ دراز ہو گیا تو انکے دل سخت پڑ گئے۔

کم امیدوں سے غم کم ہوتے ہیں اور دل روشن ہوتا ہے۔

اس لئے کہ جب کسی کو موت آتی ہے تو وہ اس وقت اطاعت کی کوشش کرتا ہے" صحیح البخاری

(٨) (ضعف ایمان اور سنگ دلی کے اسباب میں سے) (کھانے میں

Marfat.com

سونے میں، جاگنے، بات کرنے اور امیزش کرنے میں حد سے تجاوز کرنا)

زیادہ کھانے سے ذہن کمزور ہوتا ہے اور رحمٰن کی اطاعت سے بدن بھاری ہوتا ہے اور انسان میں شیطان کی رسائی کا راستہ ہو جاتا ہے۔

اور جس طرح کہ کہا گیا ہے جس نے زیادہ کھایا، زیادہ پیا، زیادہ سویا، تو وہ بڑے ثواب سے خسارے میں پڑا۔

باتوں میں حد سے تجاوز کرنے سے دل سخت ہوتا ہے۔

لوگوں سے اختلاط کرنے میں حد سے تجاوز کرنا، آدمی اور اس کے نفس کے محاسبہ کے درمیان اور اس کے تنہا ہونے، اور اس کے مرتب کردہ کاموں میں غور کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے، اور زیادہ ہنسنا دل میں زندگی کے مادہ پر اثر انداز ہوتا ہے تو دل مردہ ہو جاتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث صحیح میں فرمایا"

"زیادہ نہ ہنسو بیشک زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے" رواہ ابن ماجہ

اور اسی طرح وہ وقت جو اللہ رب العزت کی اطاعت سے خالی ہوتا ہے وہ دل کی سختی کا سبب بنتا ہے۔ اس (وقت) میں قرآن مجید کی جھڑک اور ایمان کی نصیحت آموز باتیں فائدہ نہیں دیتیں۔

ضعف ایمان کے بہت سے اسباب ہیں اس کی کشادگی کو بند نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ ممکن ہے کہ جو ذکر کیا گیا ہے، اس میں نہ ذکر کیے گئے کے مقابلہ میں اس (ذکر کیے گئے) سے رہنمائی پائی جائے۔

اور عقلمند اس کا خود بخود ادراک کرسکتا ہے۔

ہم اللہ رب العزت سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو پاک فرمائے اور ہم کو نفسوں کی برائی سے بچائے۔

Marfat.com

تیسرا حصہ ضعف ایمان کا علاج

حاکم نے اپنی مستدرک میں طبرانی نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایمان تم میں سے کسی کے اندر ضرور بوسیدہ ہوگا'' جس طرح کپڑا بوسیدہ ہوتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہارے دل میں ایمان پائے۔

یعنی آپ نے فرمایا کہ دل میں ایمان اس طرح بوسیدہ ہوگا جس طرح کپڑا بوسیدہ ہوتا اور وہ کپڑا پرانا ہو کر پھٹ جاتا ہے اور بعض اوقات مومن کا دل بھی ننگا ہو جاتا ہے۔ گناہوں کے اکسانے سے اس میں تبدیلی آتی ہے تو وہ ظلم کرنے لگتا ہے یہ صورت مذکور ہے جن کو نبی علیہ السلام نے اپنی حدیث صحیح کے قول سے متصور کیا ہے۔

''ہر دل کیلئے تبدیلی ہوتی ہے جس طرح چاند تبدیل ہوتا ہے۔

ظاہراً تو چاند روشن ہوتا ہے جب اس پر کوئی علت آتی ہے تو بدل جاتا ہے اور بے نور ہو جاتا ہے جب اس علت سے منزہ ہوتا ہے تو روشن ہو جاتا ہے۔

چاند کے اوپر کبھی کبھی بادل آجاتے ہیں اس کی روشنی کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ہٹ جاتے ہیں یا ختم ہو جاتے ہیں تو چاند کی روشنی دوبارہ آسمان کو روشن کرنے کے واسطے لوٹ آتی ہے۔

اسی طرح مومن کے دل کو کبھی کبھی زنگ لگ جاتا ہے تو گناہوں سے کالا ہو جاتا ہے۔ تو اس (ایمان) کا نور چھپ جاتا ہے تو انسان ظلمت اور وحشت میں باقی رہ جاتا ہے۔ جب ایمان کے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ رب العزت سے مدد طلب کرتا ہے تو وہ زنگ ہٹ جاتا اور اس کے دل کا نور واپس آتا ہے جس طرح تھا اس طرح روشن ہو جاتا ہے۔

☆ فرائض کا سہارا لینے والوں کی سمجھ میں ایمان کی کمزوری کا فیصلہ اس کے علاج کے تصور کو جاننا ہے کہ ایمان میں بڑھوتری اور کمتری ہوتی ہے اور یہ اہل

سنت و جماعت کا خالص عقیدہ ہے

تو وہ (مذکورہ بالا) کہتے ہیں کہ

ایمان زبان سے بولنا اور دل سے اعتقاد رکھنا اور اعضاء کے ساتھ عمل کرنے سے اطاعت میں اضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی میں کمی ہوتی ہے اور اسی پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل دلالت کرتے ہیں۔

ان (دلیلوں) میں سے ایک اللہ رب العزت کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

لیزدادو ایمانا مع ایمانھم

تاکہ ان کا ایمان ان کے ایمان سے بڑھ جائے۔

دوسری جگہ اللہ رب العزت فرماتا ہے

أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا — اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی۔

سورۃ توبہ ۱۲۳

اور آقاء نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"اور تم میں سے جو بھی برائی کو دیکھے اس کو چاہیے کہ اسے (برائی کو) ہاتھ سے ختم کر دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے (اس کو ہٹا دے) اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل میں (اس کو برا سمجھے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہے" البخاری

اور ایمان میں فرمانبرداری اور نافرمانی اور (ایمان میں) اضافہ اور کمی کا اثر پہنچانا ہوا اور دیکھا ہوا اور آزمودہ کیا ہوا کام ہے۔

اگر کوئی شخص نکل کر بازار میں چلتا ہے وہ زیب و زینت کرنیوالی عورتوں کی طرف دیکھتا ہے اور بازاریوں کے شور شرابہ اور ان کی بیہودگی کو سنتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور قبرستان جاتا ہے، قبرستان میں داخل ہوتا ہے، سوچتا ہے، اس سے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے تو وہ دونوں حالتوں میں واضح فرق پاتا ہے۔

جبکہ دل ہمارے موضوع کے مفہوم سے جلدی تبدیل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

بعض سلف الصالحین فرماتے ہیں کہ سمجھدار بندہ وہ ہے جو اپنے ایمان کی نگرانی کرے اور اس کی کمی اور زیادتی کو معلوم کرے۔

اور سمجھدار آدمی وہ ہے کہ جو شیطان کے نرغے کو جان لے جہاں سے وہ آتا ہے اور وہ کیسے آتا ہے۔

اور کمزور ایمان کی آسان معرفت یہ ہے کہ

جب ایمان کی کوتاہی، کمی ترک واجب یا حرام کردہ کام کی طرف پہنچائے تو یہ زبردست سستی ہے اور ایسا شخص قابل مذمت ہے اور اسے اللہ رب العزت سے توبہ کرنا اور اپنے نفس کے علاج کی راہ میں نکلنا واجب ہے۔

جیسا کہ اگر اسے یہ کاہلی ترک واجب تک یا فعل محرم تک نہیں پہنچاتی اور وہ مستحبات عمل کی طرف لوٹ رہا ہے تو ایسے شخص پر اپنے نفس کو مزین کرنا اور اسے روکنا (مذکورہ بالا خراب چیزوں سے) اور اسے قریب کرنا لازم ہے یہاں تک کہ عبادت میں اپنی چستی اور قوت کی طرف لوٹ آئے۔

یہ وہ ہے جس کا استفادہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول سے کیا گیا ہے کہ ہر کام کیلئے برائی ہے ہر برائی کیلئے رکاوٹ ہے۔

جس نے اس میں میری سنت کی طرف رجوع کرلیا وہ کامیاب ہوا۔

اور جس نے میری سنت کی عداوت کی طرف رجوع کیا وہ ہلاک ہوا۔

علاج کے بارے میں بات شروع کرنے سے پہلے ایک ملاحظہ کا ذکر اچھا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ جو دلوں کی سختیوں کو محسوس کرتے ہیں وہ خارجی علاج کی جستجو کے بارے میں دوسروں کا سہارا لیتے ہیں باوجود اس کے کہ ان کو طاقت بھی ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنا علاج خود کرسکتے ہیں۔ اور یہی حقیقت ہے۔ اس لئے کہ ایمان بندہ اور اس کے رب کے درمیان رابطہ ہے۔

چند وسائل شرعیہ ذکر کئے جاتے ہیں جس کے ذریعے مسلمان مخص کیلئے اپنے ایمان کی کمزوری کا علاج کرنا ممکن ہے۔ اور وہ اپنے دل کی سختی کو اللہ رب العزت

Marfat.com

پر بھروسہ کرنے کے بعد ختم کرسکتا ہے اور دل کو بسانے پر بھی پوری طاقت لگا دینے سے بھی (دل کی سختی کو ختم کرسکتا ہے)

(ا) قرآن مجید کی سوچ جس کو اللہ عزوجل نے ہر چیز کیلئے روشن دلیل بنا کر اتارا اور وہ نور ہے اس کے ذریعے وہ پاک ذات جسے بھی اپنے بندوں میں سے چاہے اسے ہدایت دیتا ہے۔

کوئی شک نہیں کہ اس (قرآن عظیم) میں بڑا علاج اور کارگر دوا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

ہم نے قرآن میں نازل فرمایا جو کہ شفا ہے اور مومنوں کیلئے رحمت ہے

اب علاج کا طریقہ تو وہ غور وفکر کرنا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کی کتاب کو رات کے وقت دھرانے کا انتظام کرتے تھے اتنے تک کہ ایک رات آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور ایک ہی آیت کو صبح تک دھراتے رہے اور اس سے آگے نہیں بڑھے۔

اور وہ اللہ رب العزت کا یہ قول ہے کہ

اِن تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم (سورة المائده ۱۱۸)

اگر تو انکو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے (تجھے اختیار ہے) تو تو زبردست حکمت والا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کے بارے میں غور وفکر کرتے تھے حالانکہ آپ اسکے (قرآن مجید کے) مبلغ عظیم ہیں آپ کو قرآن مجید کا بہت ہی انتہائی علم تھا ابن حبان سے صحیح میں جید سند کے ساتھ مروی ہے کہ وہ عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ (عطاء) نے کہا میں اور عبید اللہ بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عبید اللہ بن عمیر نے کہا اے ام المومنین ہمیں حضور

Marfat.com

کی وہ پسندیدہ چیز بتا جسے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہو' تو ام المومنین روئیں اور فرمایا! ایک رات آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے[1] ہوئے یعنی نماز پڑھنے کیلئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تو مجھے چھوڑ دے کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں'' حضرت عائشہ نے فرمایا! اللہ کی قسم میں آپ کا قرب پسند کرتی ہوں اور وہ پسند کرتی ہوں جس سے آپ خوش ہوں' حضرت عائشہ فرماتی ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوئے پھر پاک ہوئے (کسی بھی طریقہ سے غسل سے ہو یا وضو سے پاکی حاصل کی) پھر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ برابر روتے رہے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہاں تک کہ آپ کی گود مبارک بھیگ گئی' پھر روئے برابر روتے رہے۔ یہاں تک کہ زمین گیلی ہو گئی' اور حضرت بلال نماز کی اطلاع دینے آئے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو کہا! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ رو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے آپ کو معصوم پیدا فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں (اللہ رب العزت کا) شکر گذار بندہ نہ بنوں حالانکہ مجھ پر رات کے وقت آیتیں نازل کی گئیں' تباہی ہے اس شخص کیلئے جس نے اس کو پڑھا اور اس پر غور و فکر نہیں کیا۔

ان فی خلق السموت والارض واختلف الیل والنھار لایت الاولی الالباب ۞ الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا بطلا سبحنک وقنا

آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں

(۱) کھڑے ہوئے سے مراد ارادہ کرنا ہے۔

Marfat.com

عذاب النار (آل عمران ۱۹۔۱۹۱) دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

یہ آیتیں غور وفکر کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔

اور قرآن مجید میں توحید' وعدے' وعید اور احکام اور خبروں' قصوں' آداب و اخلاق کا بیان ہے اور (قرآن مجید) ان کے آثار دل میں پیدا کرنے والا ہے۔اور اسی طرح جن سورتوں سے نفس کو ڈرایا جاتا ہے وہ سورتیں دوسری سورتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔

اس پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول دلالت کرتا ہے۔

اور کہ مجھے ہود اور اس کے بھائیوں (کے واقعوں) نے بوڑھا ہونے سے پہلے بوڑھا کر دیا۔ایک روایت میں ہے کہ سورہ ھود' واقعہ' المرسلات وعم یتساء لون' اور اذا الشمس کورت ہے (یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کا ذکر کر کے فرمایا مجھے ان سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے) رواہ ترمذی

تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دیا جب آپ کو ایمان کی حقیقتوں اور بڑی بڑی تکلیفوں نے گھیر لیا۔جنہوں نے اپنے بوجھ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو بھر دیا۔

تو اس کے آثار آپ کے بالوں اور جسم مبارک پر ظاہر ہوئے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ پس مضبوطی سے قائم رہ جس طرح کہ تجھے حکم دیا گیا ہے اور جس نے تیرے ساتھ رجوع کیا جو تیرے ساتھ لوٹا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ قرآن مجید کو پڑھتے تھے اور غور وفکر کرتے تھے اور تاثر لیتے تھے۔(یعنی گذشتوں قوموں کے قصوں وغیرہ سے)

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مہربان نرم دل آدمی تھے جب وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے اور کلام پاک کی تلاوت کرنے سے رونے کیوجہ سے بے بس ہو جاتے (یعنی تلاوت کلام پاک نہیں کر سکتے تھے وہ قرآن مجید میں اس طرح غوطہ

Marfat.com

زن ہوتے تھے کہ ہر چیز کی گہرائی کو جلد پہچان لیتے تھے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ رب العزت کے اس قول سے بیمار ہو گئے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ؐ بیشک آپکے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔

مَالَہٗ مِنْ دَافِعٍ ؐ اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں ہے۔

جب اللہ رب العزت کا فرمان حضرت یعقوب کے بارے میں پڑھا جاتا تھا تو اس (حضرت عمر) کے رونے کی ہچکی کی آواز صفوں کے پیچھے سننے میں آتیں تھیں۔

(اللہ رب العزت کا یعقوب علیہ السلام کے بارے میں وہ قول جس سے حضرت عمر نماز میں رویا کرتے تھے) وہ یہ ہے

اِنَّمَآ اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ میں اپنی مجبوریوں اور غموں کی شکایت اللہ رب العزت کو کرتا ہوں۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو میں اللہ رب العزت کے کلام سے سیر نہیں ہوتا اور (حضرت عثمان) قتل کیے گئے۔ شہید اور مظلوم اور ان کا خون قرآن مجید پر پڑا۔

اس بارے میں صحابہ کی بہت سی خبریں ہیں۔

حضرت ایوب سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے سنا اس نے (مندرجہ ذیل) آیت کو نماز میں بیس اور چند مرتبہ (بضع کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے) دھرایا۔

یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ تم اس اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یہ آیت کا آخر قرآن مجید نازل کیا گیا اور پوری آیت اس طرح ہے۔

ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری

Marfat.com

وَهُمْ لَايُظْلَمُونَ٥ بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا

اور ابراہیم بن بلشار کہتے ہیں کہ جس آیت پر علی بن الفضیل وفات پا گئے۔ وہ جگہ یہ ہے۔

وَلَو تَرىٰ اذْ وقفوا علی النار اور اگر تو دیکھے جب ان کو آگ

فقالوا یالیتنا پر کھڑا کر دیا جائے پس وہ کہتے ہیں۔

اے کاش ہم لوٹائے جائیں۔

اس جگہ پر وہ وصال فرما گئے اور میں وہ شخص ہوں جس نے اس (علی بن الفضیل) پر نماز جنازہ پڑھی۔ اللہ رب العزت اس پر رحم فرمائے۔

اتنے تک کہ ان (سلف صالحین) کے سجدہ تلاوتوں کے وقت بھی کردار ہیں۔

پس اس میں سے اس شخص (رحمۃ اللہ علیہ) کا قصہ ہے جس نے اللہ رب العزت کا فرمان

یخرون للاذقان یبکون اور تھوڑی کے بل گرتے ہیں

ویزیدھم خشوعاً٥ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل

سورۃ الاسراء ۱۰۹ کا جھکنا بڑھاتا ہے۔

پڑھا۔ پھر سجدہ تلاوت کیا' پھر اپنے نفس کی سرزنش کرتے ہوئے کہا یہ تو سجدے ہیں رونا کیا ہے؟

زیادہ فکروں والی قرآن مجید کی مثالیں ہیں

اسلئے کہ جب اللہ رب العزت نے ہمارے لئے قرآن مجید میں مثالیں پیش کیں تو ہمیں سوچنے اور نصیحت حاصل کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور اللہ رب العزت لوگوں کیلئے

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ٥ مثالیں پیش فرماتا ہے' تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اور اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَتِلْکَ الْأَمْثٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ ہم لوگوں کیلئے مثالیں پیش کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

ایک مرتبہ ایک سلف صالح نے ایک قرآن مجید کی مثال کے بارے میں سوچا اس سے اس (آیت) کی معنیٰ ظاہر نہیں ہوسکا تو وہ رونے لگا۔ اس سے پوچھا گیا تو کیوں رو رہا ہے؟ تو اس نے کہا۔ بیشک اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے کہ

وَتِلْکَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے پیش کرتے ہیں اور اس کو نہیں سمجھتے مگر کہ عالم، علم والے

سورۃ العنکبوت ۴۳

اور میں مثال کو نہیں سمجھ سکا' پس میں عالم نہیں ہوں۔ تو میں اپنے علم کے ضائع ہونے پر رو رہا ہوں۔

اور تحقیق اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بہت سی مثالیں پیش فرمائی ہیں ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل نوٹ کی جارہی ہیں۔

مَثَلُ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَاراً اس شخص کی مثال جو آگ جلاتا ہے۔

ومثل الذی ینعق بما لایسمع اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ و پکار کے سوا کچھ نہ سنے۔

ومثل الحبة التی انبتة سبع سنابل اور اس دانہ کی مثال جو سات گوشہ اگاتا ہے۔

ومثل الکلب الذی یلهث اور اس کتے کی مثال جو ھانکتا ہے۔

والحمار یحعل اسفاراً اور گدھا سفروں کے بوجھ اٹھاتا ہے۔

Marfat.com

والذباب	اور مکھیاں
ومثلا الأعمی والاصم	اور اندھے اور بہرے کی مثال
والبصیر والسمیع	اور دیکھنے والا اور سننے والا
ومثل الرماد الذی اشدت به الریح	اور ریت کی مثال جسکو سخت ہوا اڑا لے جائے
والشجرة الطیبة	اور پاک درخت
والشجرة الخبیثة	اور خراب (خاردار) درخت
والماء النازل من السماء	اور آسمان سے اترنے والا پانی
ومثل المشکاة التی فیها مصباح"	ایک طاق کی مثال جس میں چراغ ہو
والعبد المملوک الذی لایقدر علی شی	غلام بندہ جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا
والرجل الذی فیه شرکاء متشاکسون وغیرها	ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک

☆ جو مسلمان پر لازم ہے اس کی تلخیص بیان کی گئی ہے کہ قرآن مجید کے ذریعے اپنے دل کی سختی کے علاج کیلئے استعمال کرے۔

پس قول ہے کہ "اس کے دو سرمایہ سہارے ہیں! ان میں سے ایک کہ دل کو وطن دنیا سے منتقل کرے وطن آخرت میں سکونت دے" پھر تو قرآن مجید کے تمام معانی اس کی تحقیق اور غور وفکر اور اس کی مراد کو سمجھنے پر کفیل بن جا جو (قرآن مجید) اسی لئے نازل کیا گیا ہے اور تو اس کی ہر آیت سے حصہ لے لے اور اس کو دل کی بیماری پر اتارا گیا ہے۔ پس جب یہ آیت دل کی بیماری پر اتاری گئیں تو دل اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائے گا۔

(۲) اللہ رب العزت کی عظمت کو سمجھنا اور اسکے ناموں اور صفات کی پہچان

Marfat.com

کرنا اور اس میں غور و فکر کرنا اور اس کے مقاصد کو سمجھنا

اس جذبہ کا دل میں قرار پکڑنا اور اس کا اعضاء میں سرایت کرنا تاکہ ایسے طریقہ پر بات کرے کہ جس کو دل قبول کرے۔ پس وہ (دل) اس (مذکورہ بالا (اعضاء) چیزوں کا مالک ہے اور سردار ہے اور وہ (اعضاء) لشکر اور اس کے تحتوں کے بمنزلہ ہیں پس جب وہ (دل) ٹھیک ہوتا ہے تو تمام اعضاء ٹھیک ہوتے ہیں اور وہ (دل) خراب ہو تو تمام جسم خراب ہوتا ہے۔

کتاب اور سنت میں سے اللہ رب العزت کی عظمت پر بہت سی نصیں ہیں۔

جب مسلمان اس پر سوچے تو کانپ جائے اور عاجزی کرے زیادہ بلند ذات کیلئے اور اس کے اعضاء سننے جاننے والے کیلئے جھک جائیں اور اس میں اگلوں اور آخروں کے رب کا ڈر بڑھ جائے۔ اس میں سے جو اس کے زیادہ نام آئے ہیں اور اس کی پاک صفتیں آئی ہیں پس بڑا ہے رسوا کرنے والا ہے زبردستی کرنے والا ہے، بڑائی کرنے والا طاقتور ہے، بڑا بلند ترین۔ وہ زندہ ہے اور جن اور انسان مرجائیں گے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ وہ اپنے بندوں کے اوپر زبردست ہے اور گرج اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے اس کے ڈر سے (تسبیح بیان کرتے ہیں) وہ زبردست انتقام لینے والا ہے۔ وہ قائم رہنے والا ہے۔ وہ کبھی نہیں سوتا۔ اس کا علم ہر چیز پر وسیع ہے۔ وہ آنکھوں کیساتھ خیانت کرنے والوں اور سینوں میں چھپانے والوں کو جانتا ہے اور اپنے علم کی کشادگی اپنے اس قول سے بیان فرمائی۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ	اور اسکے پاس غیب کی چابیاں
لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ	ہیں اسے نہیں جانتا صرف وہی اور وہ
وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا	جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے
يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ	اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر کہ وہ اسے
الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا	جانتا ہے اور نہ ہی کوئی دانہ زمین کے

فِیۡ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ٥ سورة الانعام ۵۹ — اندھیرے میں اور نہ تر اور خشک مگر کہ وہ روشن کتاب میں ہے۔

اور اللہ رب العزت کی عظمت جس کی اللہ رب العزت نے خود خبر دی ہے اپنے اس ارشاد سے

وما قدر والله حق قدره والارض جميعا قبضته يوم القيامة والسموت مطويت بيمينه. (سورۃ الزمرہ) — اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اسکا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اسکی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے۔

اور آسمان کو اپنی قدرت سے سمیٹ دیگا پھر ارشاد فرمائے گا' میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں تامل' فکر کرنے پر دل بے جان ہوتا ہے اور کانپنے لگتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

رَبِّ أَرِنِیۡۤ أَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ — اے رب میرے مجھے اپنا دیدار کرا میں تجھے دیکھوں۔

تو اللہ رب العزت نے فرمایا ()

لَنۡ تَرَانِیۡ وَلٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَه' فَسَوۡفَ تَرَانِیۡ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا (سورۃ الاعراف ۱۴۳) — تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اسکے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بیہوش

اور جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑھا اور تفسیر بیان فرمائی اور فرمایا اپنے ہاتھ کے ذریعے اس طرح کہ انگوٹھے کو چھنگلی کے اوپر والے (آخری)

Marfat.com

جوڑ پر رکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”پس پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا“ الترمذی یعنی نور کی چمک اس قدر تھی کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم ”اللہ رب العزت کے نور پر پردہ ہے۔ اگر وہ اس سے (پردہ) ہٹا دے تو نور الٰہی جلا دے گا جہاں تک اس کی مخلوق کی نظر کی انتہا ہے۔

رواہ بخاری

اللہ رب العزت کی عظمت جسے آقا نامدار تاجدار مدینہ نے بیان فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی معاملہ کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتہ اس کے فرمان کیلئے اپنے پروں کو جھکاتے ہوئے پیش ہوتے ہیں گویا کہ چٹان پر کوئی سلسلہ ہے۔

جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ زائل ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں اس شخص کیلئے ارشاد ہوا جس نے کہا وہ حق ہے یا اور وہی بلند و بالا ہے۔ اس بارے میں بہت سی نصیں ہیں۔

اور مقصود ان نصوص وغیرہ میں تامل کے ذریعے رب کی عظمت کا شعور دلانا ہے۔ جن چیزوں میں ضعف ایمان کا علاج زیادہ نفع مند ہوتا ہے۔

امام حاکم نے حسین اور میٹھے کلام سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔

تو وہ فرماتے ہیں ”وہ ملکوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور حکم دیتا ہے اور روکتا ہے پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے، مارتا ہے، زندہ کرتا ہے، عزت دیتا ہے اور ذلیل کرتا ہے اور دن رات کو تبدیل کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان دنوں کو پھراتا ہے اور ریاستوں کو تبدیل کرتا، پس ایک ریاست کو ختم کرتا ہے اور دوسری کو لاتا ہے اور اس کی بادشاہی اور اس کا حکم آسمانوں میں اور اس کے کونہ کونہ میں نافذ ہے، اور زمین میں جو اس (زمین) کے اوپر ہے اور جو اس کے نیچے ہے، سمندروں میں اور فضا میں، تحقیق اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور ہر چیز کی تعداد شمار کرتا ہے۔ اس (اللہ تعالیٰ) کا آوازوں کو سننا وسیع ہے اس پر آوازوں کا اختلاف اور اشتباہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ آوازوں کے اختلاف ضرورتوں و اضطراب کی چیخ و پکار کو بھی سنتا ہے۔

Marfat.com

اور اس کو بار بار سننا مشغول نہیں کرتا اس کو زیادہ مسائل مغالطہ میں نہیں ڈالتے اور حاجت مندوں کے اصرار سے تنگ نہیں ہوتا۔ اس کی نظر تمام دیکھی جانے والی چیزوں کو محیط ہے وہ اندھیری رات میں رینگتی کالی چیونٹی کو سخت پتھر پر دیکھتا ہے۔ پس غیب اسکے پاس حاضر ہے اور پوشیدہ چیز اس کے پاس ظاہر ہے۔

يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ اسکے منگتا ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اسے ہر دن ایک کام

(سورۃ الرحمان ۲۹)

وہ گناہوں کو معاف کرتا ہے' غموں کو ہٹاتا ہے' تکلیفوں کو ہٹاتا ہے' وہ ٹوٹے ہوئے (رشتوں کو) درست کرتا ہے' وہ فقیر کو غنی کر دیتا ہے' گمراہ کو ہدایت کرتا ہے' پریشان کو راستہ دکھاتا ہے' وہ مظلوم کی مدد کرتا ہے' بھوکے کو سیر کراتا ہے' ننگے کو کپڑے پہناتا ہے' مریض کو شفاء دیتا ہے' آزمائش والے کو در گذر کرتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے' نیکی کرنے والے کو بدلہ دیتا ہے' مظلوم کی مدد کرتا ہے' ظالم کو دھسم بھسم (ہلاک) کرتا ہے' عیبوں کو چھپاتا ہے' ڈرے ہوئے کو امن دیتا ہے اور کچھ قوموں کو ترقی دیتا ہے اور کچھ کو پست کرتا ہے۔

اگر آسمانوں اور زمینوں والے اس کی پہلی اور آخری مخلوق انسان اور جن کسی زیادہ متقی شخص کے دل کی طرح ہو جائیں۔ وہ اس کی ملکیت میں کوئی چیز نہیں بڑھا سکتے اور اگر اس کی پہلی اور آخری مخلوق انسان اور جن کسی ایک زیادہ گنہگار شخص کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس کی ملکیت میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی اور اگر آسمانوں اور زمین والے انسان اور جن' زندہ اور مردہ خشک اور تر وہ ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں تو وہ اس سے سوال کریں پھر وہ ان میں سے ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دے' یہ اس کی ملکیت میں سے ذرا بھی کمی نہیں کر سکتے۔

وہ پہلے ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور وہ انتہا ہے اس کے بعد کوئی چیز نہیں' وہ (اللہ) نمایاں ہے اس کے اوپر کوئی چیز نہیں۔ وہ چھپا ہوا ہے۔ اس کے

Marfat.com

علاوہ کوئی چیز (ایسی چھپی) نہیں۔ وہ باعظمت اور بلند ہے وہ ذکر کا زیادہ حقدار ہے۔ عبادت کا زیادہ حقدار ہے۔ وہ شکریہ کا زیادہ لائق ہے۔ (یعنی اس کا شکر ادا کیا جائے) بادشاہوں سے زیادہ مہربان ہے اور وہ سائل کو دینے میں زیادہ سخی ہے۔ وہ بادشاہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ اکیلا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں وہ بے نیاز ہے اس کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ بلند ہے اس کی کوئی مثل نہیں۔

اسکی رضا کے علاوہ تمام چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں۔ اس کی بادشاہی کے علاوہ تمام چیزیں ختم ہونے والی ہیں۔ اس کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جاتی ہے، جو بھی گناہ کرتا ہے وہ اس کے علم میں ہوتا ہے۔ وہ فرمانبردار کو بدلہ دیتا ہے اور نافرمانوں کو معاف فرماتا ہے۔ وہ ہر ایک کو انصاف کے ساتھ سزا دیتا ہے۔ اس کی ہر نعمت افضل ہے۔ وہ زیادہ قریب گواہی دینے والا ہے اور قریبی حفاظت کرنے والا ہے۔ وہ پیشانی سے پکڑتا ہے اور نتائج محفوظ کرتا ہے اس نے وقتوں کو لکھ دیا ہے۔ پس اس کی رہنمائی پاتی ہیں اور راز اس کے ہاں ظاہر ہے۔ اس کی عطا بھی کلام ہے اور اس کا عذاب بھی کلام ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ — اسکا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اسے فرمائے ہو جاؤ وہ فوراً ہو جاتی ہے

سورۃ یٰسین ۸۲

(۳) شرعی علم کی طلب

یہ ایسا علم ہے کہ جس کا حصول اللہ رب العزت کے خوف اور اللہ پر ایمان کے اضافہ تک پہنچا دیتا ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا — اللہ سے اسکے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(سورۃ فاطر ۲۸)

Marfat.com

ایمان میں جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہیں' کیسے برابر ہوسکتا ہے وہ شخص جو علم کی تفصیل اور شہادتین کی معنی کو اور ان دونوں کے مقتضا جو موت کے بعد قبر کے فتنے اور محشر کی ہولناکیوں اور قیامت کے حالات اور جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب اور حرام اور حلال میں شریعت کی احبابت رائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی تفصیل اور اس کے علاوہ علم کی قسموں کو جانتا ہو۔

وہ کیسے برابر ہوسکتا ہے ایمان میں اس شخص کے جو دین کے احکام اور جو شریعت امور غیبیہ لائی اس کے دین کا حصہ تقلید ہے۔اس کا سامان تھوڑا سا علم ہے ان سے ناواقف ہو۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان

سورۃ الزمر

(۴) ذکر کے لوازمات کا حلقہ

ذکر چند اسباب کی وجہ سے ایمان میں اضافہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔

جو چیزیں اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہیں' غشیان رحمت سکینہ کا نزول ملائکہ کا ذاکر کیلئے پر پھیلانا۔ اللہ تعالیٰ کا عرش اعلیٰ پہ یاد فرمانا فرشتے پر فخر کرتے ہیں۔ اسکے گناہوں کی بخشش سے جس طرح کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ

کوئی قوم بیٹھ کر ذکر نہیں کرتی مگر کہ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھاتے ہیں ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ان پر سکونت نازل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا فرشتوں کے ہاں ذکر فرماتا ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ذکر میں علیحد گی اختیار نہیں کرتی مگر انہیں کہا جاتا ہے کہ

Marfat.com

بخشے ہوئے کھڑے ہو جاؤ (یعنی تمہیں بخشا گیا ہے کھڑے ہو جاؤ)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو اللہ رب العزت کا مطلق ذکر کرتا ہے۔ اس پر ہمیشگی کا ارادہ کرتا ہے اس کے بسبب جو اس پر لازم ہے یا اس کیلئے مستحب ہے۔ جیسا کہ تلاوت کلام پاک قراۃ حدیث شریف اور دینی تعلیم کے مدرسہ وہ اقوال کو مجلسوں میں ذکر کرنے کو ایمان کا اضافہ شمار کیا گیا ہے۔ امام مسلم کی حدیث جس کو انہوں نے اپنی صحیح میں لایا ہے۔ حضرت حنظلہ الاسیدی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر ملے تو انہوں نے فرمایا اے حنظلہ تم کیسے ہو۔ حضرت حنظلہ فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا: حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا سبحان اللہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ حضرت حنظلہ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا ہم حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم سمجھتے ہیں گویا کہ ہم اسے حقیقت میں دیکھ رہے ہیں۔ تو جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی مجلس) سے نکلتے ہیں تو ہماری اولاد بیویاں اور جاگیریں ہماری مزاولت کرتی ہیں تو ہم سے کافی چیزیں بھول جاتی ہیں' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں بھی ایسا ہی پاتا ہوں۔ حضرت حنظلہ فرماتے ہیں پس میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما چلے یہاں تک حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنظلہ منافق ہو گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں (حضرت حنظلہ) نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں آپ ہم سے جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ گویا کہ ہم حقیقت میں اسے دیکھ رہے ہیں۔ پس جب ہم آپ سے چلے جاتے ہیں تو ہمیں ہماری بیویاں اور اولاد اور جائیداد مزاولت کرتی ہیں۔ ہمیں زیادہ تر بھول جاتا ہے تو آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اگر تم تسلسل

Marfat.com

رکھو اس ذکر میں جو تم میرے پاس کرتے ہو۔تو ضرور تم سے فرشتہ تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں پر مصافحہ کریں گے اور لیکن اے حنظلہ گھڑی گھڑی آپ نے تین مرتبہ فرمایا صحیح مسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ذکر کیلئے بیٹھنے پر حریص تھے وہ اس کو ایمان کہتے تھے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو کہا

''ہمارے ساتھ بیٹھو ہم کچھ گھڑی ایمان کو تازہ کریں'' (یعنی ذکر کریں)

(۵) وہ اسباب جن سے زیادہ وقت میں زیادہ نیک اعمال کرنے سے ایمان کو تقویت پہنچتی ہے

اور یہ علاج کے بڑے اسباب میں سے ہیں اور وہ ایک بڑا معاملہ ہے اور ایمان کی تقویت میں اس کا بڑا اثر ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں بڑی مثالیں پیش کیں اس وقت جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے سوال کیا کہ آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے کس نے آج جنازہ میں شرکت کی ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟

حضرت ابوبکر نے عرض کی میں نے اے اللہ کے رسول ﷺ

حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے اے اللہ کے رسول ﷺ

تو حضور آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ تمام خوبیاں ایک جنتی شخص میں ہوتی ہیں۔

Marfat.com

یا جس میں یہ تمام خوبیاں ہوں وہ جنتی ہے۔

یہ قصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وقت سے فائدہ اٹھانے اور عبادتوں کی بجا آوری میں زیادہ حریص تھے اور جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک سوال کئے تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دن اطاعت سے خوب پر تھے' سلف الصالحین رحمہم اللہ (صحابہ کرام کے) اعمال صالح کی زیادتی کو پہنچے اس میں وقت صرف کر دیا اور بہت بڑے مبلغ ہوئے اور اس کی مثال وہ عبارت ہے جو سلف کی جماعت سے کہی گئی ان میں سے حماد بن سلمہ ہیں اس کے بارے میں امام عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں۔

اگر حماد بن سلمہ کو کہا جائے کہ تو کل مرے گا تو وہ اعمال کو بڑھانے میں تنگی محسوس نہیں کریں گے (یعنی وہ عبادت میں مشغول رہے گا)

چاہیے کہ مسلمان اعمال صالحہ کے مسئلہ میں انجام پر نظر اس کی طرف جلدی کرے (یعنی نیک کاموں میں)

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی

وَسَارِعُوآ اِلَی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عرضھا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ سورہ ال عمران	اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمیں آجائیں۔

اور اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے۔

سَابِقُوآ اِلَی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (سورۃ حدید ۴۳)	بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اسکی جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ۔

ان آیتوں کا مفہوم و مطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نزدیک (نیک اعمال میں) جلدی کرنے والوں کیلئے محرک تھا۔

Marfat.com

امام مسلم اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں غزوۂ بدر کے قصہ کے بارے میں کہ جب مشرک قریب ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ جنت کیلئے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں جتنی ہے۔ حضرت انس نے فرمایا عمیر بن حمام انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا واہ واہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے واہ واہ کہنے پر کس چیز نے ابھارا حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم جنتی ہونے کی امید نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تو جنتی ہے تو (حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے) ترکش سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگا۔ پھر کہا! اگر میں ان کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی لمبی زندگی ہے۔ (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ تو اس نے کھجوریں پھینک دیں پھر وہ ان (کفار) کے ساتھ لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا'' صحیح مسلم

اور اس سے قبل کہ موسیٰ علیہ السلام رب العزت کی ملاقات کیلئے جلدی کرتا اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا

وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی ٥ سورۃ طٰہٰ — میں نے تیری طرف جلدی کی اے میرے رب تا کہ تو راضی ہو۔

اور اللہ رب العزت نے حضرت زکریا اور اس کے اہل کی تعریف کی پھر فرمایا

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِی الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ٥ سورۃ الانبیاء — بیشک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ٹھہراؤ ہر کام میں بہتر ہے سوا آخرت کے عمل کے

اس (نیک عمل) پر استمرار کرنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اپنے رب سے حدیث قدسی میں روایت کرتے ہیں! برابر میرا بندہ میری طرف نوافل کے ذریعے قریب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ صحیح بخاری حدیث میں جو کلمہ ''مایزال'' آیا ہے۔

وہ استمرار کا فائد دیتا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان ہے کہ

''تم حج اور عمرہ کو جاری رکھو'' رواہ الترمذی

اور متابعت کے الفاظ بھی حدیث میں استمرار کا فائدہ دیتے ہیں۔

☆ ایمان کی مضبوطی اور نفس کو کھلی چھٹی نہ دینے کے سلسلے میں یہ اہم آغاز ہے۔ اور تھوڑی ہیشگی والی نیکی زیادہ نیکی جو منقطع ہونے والی ہے اس سے بہتر ہے منقطع ہونے والی (نیکی) سے مراد (ایک دن نیکی کرے تو دو دن چھوڑ دے دو دن کرے تو چار دن چھوڑ دے)

اعمال صالحہ پر مداومت ایمان کی مضبوطی ہے

☆ اور تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کون سا عمل اللہ رب العزت کو زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(عمل پر) ہیشگی کرنا اگرچہ اعمال کم ہوں'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تھے۔ تو اس پر ثابت رہتے تھے۔

اعمال صالحہ کی کوشش

☆ دل کی سختی کا علاج وقتی طور پر کرنا صحیح نہیں۔ اس سے ایمان تھوڑے وقت میں آراستہ ہوتا ہے پھر کمزوری کی طرف لوٹتا ہے۔ بلکہ ایمان کے ساتھ مل کر جڑ کر کھڑا ہونا چاہیے اور یہ (ایمان کے ساتھ اتصال) عبادت میں کوشش کرنے سے

Marfat.com

ہی ممکن ہے۔

اور اللہ رب العزت نے اپنے اولیاء کا عبادت میں اجتھاد کرنا ذکر کیا ہے اس کے احوال کو شمار کیا ہے۔

پس اس (فرمان) میں سے

اِنَّمَا یُوْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّداً وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ٥ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥

(سورۃ حم سجدہ آیت ۱۶،۱۵)

ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ انکی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔

اور اللہ رب العزت نے ان (اولیاء) کے بارے میں فرمایا:

کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ ٥ وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ٥ وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

(سورۃ الذاریات)

وہ رات میں کم سویا کرتے ہیں اور پچھلی رات استغفار کرتے ہیں، اور انکے مالوں میں حق ہے منگتا اور بے نصیب کا

اور سلف کی حالت کی تحقیق پر اطلاع عابدوں کی کسی چیز میں خود پسندی پر ابھارتی ہے اور اقتدا کی طرف لے جاتی ہے۔ پس اسی (سلف کی حالت کی تحقیق) میں سے ہے کہ بلاشبہ وہ قرآن مجید کی منازل پر دن ختم کرتے تھے، حملے اور جنگوں کی راتوں میں راتوں کو کھڑے ہوتے تھے۔ اللہ کا ذکر کرتے تھے، راتوں کو قید میں

بھی تہجد کیلئے اٹھتے تھے۔ ان کے قدم صف بستہ ہوتے تھے۔ انکے آنسوں ان کے رخساروں پر بہتے تھے۔ وہ زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور وفکر کرتے تھے' ان میں سے کوئی اپنی بیوی کو دھوکہ دیتا تھا۔ جس طرح عورت اپنے بچہ کو دھوکہ دیتی ہے۔ جب وہ جان لیتا تھا کہ وہ سوگئی ہے۔ تو وہ رات میں کھڑے ہونے والی نماز کیلئے لحاف اور بستر کو اتار دیتا تھا' وہ رات کو اپنے اور اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم کرتے تھے۔ ان کا دن' روزہ' تعلیم اور تعلم' جنازوں میں حاضری' مریضوں کی عیادت اور لوگوں کی ضروریات کے فیصلوں میں گذرتا تھا۔ بعض سے سنتیں چلی جاتی تھیں تو امام کے ساتھ جماعت میں تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوتی تھی۔ ان کے دل مسجدوں کے ساتھ معلق تھے۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی اپنے بھائی کی سالوں کی موت کے بعد ان کے عیال کی پڑتال کرتا تو ان پر خرچ کرتا۔ اس کی اس حالت سے اسکے ایمان میں اضافہ ہوتا تھا۔

☆ جان کو پریشانی میں نہ ڈالنا

عبادت پر مداومت یا اجتھاد سے یہ مطلب نہیں کہ نفس کو مشکلات میں ڈال دے اور اس کو بیقراری سے دوچار کردے۔

نہ عبادت سے بالکل کٹ جانا مقصود ہے۔ ان دو امروں کے برابر ہو مسلمان اپنے اوپر اتنی تکلیف ڈالے جس کی اسے طاقت ہو۔ راہ راست دیکھے اور درمیانہ طرز اختیار کرے اور فعال بنے جب اپنے نفس کو حد سے بڑھتے ہوئے دیکھے۔ تو اس کے ست پڑنے کے وقت درمیانی چال چلے۔

ان تمام تصورات پر احادیث کا ایک مجموعہ دلالت کرتا ہے۔

اس (احادیث کے مجموعہ) میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

بیشک دین خوش کرتا ہے۔ دین غلبہ دیتا ہے کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا پس راہ راست دیکھو یا درمیانہ طرز اختیار کرو۔

اور امام بخاری باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں ایک رسی جو کہ دوستونوں کے درمیان کھینچی ہوئی ہے تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسی رسی ہے" (صحابہ) عرض کی یہ زینب کی رسی ہے۔ پس جب وہ تھک جاتی ہے اسے پکڑتی ہے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایانہیں اس کوکھول دو۔تا کہ تم چستی سے نماز پڑھو۔جب تم میں سے کوئی تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ساری رات کھڑے ہوتے ہیں اور مسلسل دن کو روزے رکھتے ہیں۔آپ نے اس کو اس سے روک دیا اور اپنے قول سے سبب بیان فرمایا کہ پس جب تو ایسے کرے گا تو تیری آنکھیں کمزور پڑ جائیں گے اور تجھ پر بوجھ ہوگا"۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تم میں جتنی مشقت اٹھانے کی طاقت ہے اتنا کام کرو بیشک اللہ عزوجل کسی کو مشقت میں نہیں ڈالتا' یہاں تک کہ خود مشقت میں پڑے اور بیشک سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال اللہ رب العزت کو ہمیشگی کے ساتھ کیئے جانے والے اعمال ہیں' اگرچہ کم کیوں نہ ہو۔

فوت شدہ کا تدارک

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو رات کے کسی حصہ میں سو گیا یا اس کا تھوڑا سا حصہ (سویا) پھر اس نے اس کو فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھا اس کیلئے اتنا اجر لکھ دیا جائے گا گویا کہ اس نے وہ رات میں پڑھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی اختیار کرتے اور جب آپ سے رات کا قیام فوت ہو جاتا۔ آنکھوں پر نیند کے غلبہ کی وجہ سے یا تکلیف کی وجہ سے تو آپ بارہ رکعتیں دن کو

Marfat.com

پڑھتے۔ رواہ احمد

ایک روایت میں ہے کہ جب رات کو آرام فرمارہے ہوتے یا بیمار ہوتے تو دن کو بارہ رکعتیں پڑھتے۔ رواہ مسلم

اور جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ سے اس نے اس بارے میں سوال کیا۔ آپ نے اس کو اپنے اس قول سے جواب مرحمت فرمایا: اے ابوامیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس عبدلقیس قبیلہ کے لوگ آئے تو انہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعتوں سے مشغول کردیا۔ پس یہ وہی دو رکعتیں ہیں'' رواہ البخاری

اور جب آپ ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہیں پڑھتے تو ان کو ظہر کے بعد پڑھتے۔ رواہ الترمذی اور جب آپ سے ظہر سے پہلے والی چار رکعتیں فوت ہوجاتی تھیں تو ان کو ظہر کے بعد پڑھتے تھے۔ پس یہ حدیث سنن رواتبہ کی قضا پر دلالت کرتی ہے۔

اور ابن جوزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعبان کے روزوں کے بارے میں اس کے علاوہ تین مفید چیزوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے پہلی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے اگر کبھی کسی ماہ میں نہیں رکھ سکتے تو اسے جمع کرتے شعبان کے مہینہ میں رمضان کے فرض روزوں سے پہلے ان کو رکھ لیتے۔ تہذیب السنن

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے تو جب کسی مرتبہ کسی سفر کے عارضہ کی وجہ سے اعتکاف فوت ہوجاتا تو آنے والے سال ۲۰ دن اعتکاف فرماتے۔

☆ قبولیت کی امید کے ساتھ عدم قبولیت کی امید

اور اطاعت میں کوشش کرنے کے بعد بھی اس مجتہد کو اس کے رد کا ڈر ہونا چاہیے۔

ام المومنین بنت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (پارہ نمبر ۱۸ رکوع نمبر ۶ آیت نمبر ۶۰)

اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں ان کے دل ڈر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ نے فرمایا: وہ بھی جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اے صدیق کی بیٹی، لیکن وہ جو روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور اسکے نہ قبول ہونے سے ڈرتے ہیں وہی بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنے والے ہیں'' رواہ الترمذی

اور ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تحقیق اللہ رب العزت مجھ سے ایک نماز جو قبول فرمائے گا وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے۔

بیشک اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے زیادہ متقی بندوں سے قبول فرماتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

اور مومنوں کی صفات میں سے ہے کہ اللہ رب العزت کے لازمی حقوق کے سامنے نفس کو حقیر سمجھیں۔

پس جس نے اللہ کو پہچانا اور نفس کو پہچانا اس کیلئے ظاہر کر دیا جائے گا کہ اس کے پاس جو بھی پونجی ہے وہ کافی نہیں ہے، اگرچہ وہ جن اور انسانوں کے اعمال جتنا

Marfat.com

لایا ہو' جز نیست کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو اپنے کرم اور سخا اور فضل سے قبول فرماتا ہے اور اپنے کرم وسخا اور فضل سے اس کا ثواب دیتا ہے۔

عبادت کی قسمیں

اللہ رب العزت کی رحمت وحکمت ہے کہ ہمارے لئے عبادت کی قسمیں بنائیں۔ ان عبادات میں سے جو بدن کے ساتھ خاص ہیں جس طرح کہ نماز جو مال کے ساتھ خاص ہیں جس طرح زکوۃ جو بدنی اور مالی کے ساتھ خاص ہو جیسے حج' جو زبان کے ساتھ ہو جس طرح ذکر اور دعاء یہاں تک کہ ایک قسم کی تقسیم فرائض اور سنن مستحبہ کی طرف ہوتی ہے اور فرائض منقسم ہوتے ہیں اور اسی طرح سنتوں کی مثال ہے۔ نماز میں (۱۲) رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ اس میں جو کم درجہ کی ہیں جس طرح عصر سے پہلے کی چار رکعتیں اور نماز چاشت اس میں جو اعلیٰ درجہ کی ہوں جس طرح کہ رات کی نماز اس کی متعدد حالتیں ہیں۔ وہ حالتیں دو دو یا چار پھر چار رکعتیں پھر وتر پڑھی جائیں۔

اور اس کیفیت میں سے پانچ یا سات تو ایک تشہد کے ساتھ بھی ہیں۔

اور اسی طرح جو عبادت کو جاری رکھے گا تو وہ تعداد اوقات' شکلوں اور صفوں اور احکام کے لحاظ سے عبادت کی بڑی قسمیں پائے گا۔ شاید حکمت یہ ہی ہے کہ وہ اس کوشش کو جاری رکھے اور اس کا دل بھی نہ اکتائے۔

(پھر یہ کہ دلیل اپنے فریفتہ ہونے میں اور امکانات میں ایک جیسے نہیں ہوتے اور بعض نفوس راتوں کو کھڑے ہو کر عبادت کرنے میں دوسری (عبادات) سے زیادہ لذت محسوس کرتے ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے عبادت کی قسموں کے مطابق جنت کے دروازے بنائے۔ جس طرح کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

جس نے اللہ رب العزت کی راہ میں جوڑے خرچ کیئے ہم اسے جنت کے دروازوں سے پہنچائیں گے۔ اے اللہ کے بندہ یہ بہتر ہے۔ جو نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ دینے والا ہوگا صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا" رواہ ترمذی

اس سے مقصود ہر عبادت میں زیادہ نفل عبادت کرنے والے ہیں۔

رہے فرائض تو ان کی ادا تمام پر ضروری ہے۔

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: والد جنت کے درمیان بیچ والے دروازے ہیں" رواہ ترمذی یعنی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

یہ قسمیں بتانے سے ضعف ایمان کے علاج میں فائدہ حاصل کرنا ممکن ہے۔ اور ان عبادتوں میں اضافہ کرنا جس سے نفس فرائض کی محافظت اور واجبات جن کا اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے کی طرف مائل ہوتا ہو۔ جب عبادت کے بارے میں نصیں پیش کی جاتی ہیں تو مقاصد کے لحاظ سے اس میں عمدہ قسمیں پائی جاتی ہیں)

جو کہ اس کے علاوہ میں نہیں پائی جائیں۔

یہ دو مثالیں

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔

☆ ایک وہ جو دشمن کے لشکر میں گھس جاتا ہے پھر ان کیلئے قتل گاہ مقرر کرتا ہے بالآخر وہ قتل کیا جاتا ہے یا ساتھیوں کیلئے فتح کرتا ہے قوم مسافر ہو پھر ان پر رات کے وقت جاگنا لمبا ہو۔ یہاں تک کہ وہ زمین میں چلنے کو محبوب رکھتے ہوں پھر کسی جگہ پڑاوَ ڈال لیتے ہیں پھر ان میں سے ایک شخص کونہ میں ہو کر نماز پڑھتا ہو پھر ان کو کوچ کرنے کیلئے بیدار کرتا ہو۔

Marfat.com

☆ ایک مرد اس کا پڑوسی ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے وہ اس کی اذیت پر صبر کرتا ہے۔ بالآخران دونوں کے درمیان موت یا شمشیر زنی جدائی ڈال دیتی ہے۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنی سنگ دلی کی شکایت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تو پسند فرماتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو اور اپنی ضرورت پائے؟ تو یتیم پر رحم کر۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھ اسے اپنے کھانے سے کھلا۔ تیرا دل نرم ہوگا اور تو اپنی ضرورت کو پائے گا۔

یہ کمزور ایمان کا علاج براہ راست دیکھا ہوا ہے۔

(۷) برے خاتمہ سے ڈر

اسلئے کہ وہ (خوف) مسلمان کو اطاعت پر آمادہ کرتا ہے اور دل میں ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ برے خاتمہ کے بہت سے اسباب ہیں۔ اس میں سے ایمان کی کمزوری اور گناہوں میں منہمک ہونا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول

جس نے اپنے آپ کو لوہے سے قتل کیا لوہا اس کے ہاتھ میں ہو اور اسے اپنے پیٹ میں مارے وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہے گا۔ جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کیا اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں محسوس کرے گا۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرایا تو اپنے آپ کو قتل کر دیا پس وہ جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے واقعات پیش آئے۔

اس میں سے ایک آدمی کا قصہ ہے جو مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ تھا۔

اس نے کفار کے ساتھ لڑائی کی ایسی لڑائی کہ اس جیسی لڑائی کسی نے نہیں کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔ ایک مسلمان اس کے پیچھے لگا۔ اس

آدمی کو (جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا) زخم پہنچا' تو اس نے جلدی موت طلب کی تو اس نے اپنے دونوں پستانوں کے درمیان تلوار رکھی اس پر ٹیک لگائی اور اپنے آپ کو قتل کر دیا۔

☆ اور لوگوں کے برے خاتمہ کے احوال بہت سے ہیں چند اس میں سے اہل علم نے بیان کئے ہیں۔ان میں سے چند یہ ہیں۔

وہ یہ کہ بعض لوگوں کو موت کے وقت کہا جاتا ہے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** کہہ تو وہ کہتا ہے کہ میں اس کو کہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

دوسرے کو کہا جاتا ہے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** کہہ تو وہ فضول بکواس کرنے لگتا ہے اور تاجر کو کہا جاتا ہے (جس کو تجارت نے اللہ کے ذکر سے غافل کیا ہوا ہو جب اس کی موت حاضر ہوتی ہے) **لا الہ الا اللّٰہ** کہہ تو وہ کہنے لگتا ہے یہ حصہ اچھا ہے یہ تیرے حساب لگانے پر ہے۔

یہ گھٹیا قیمت میں خریدا گیا ہے۔یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعض فوجی ہم نوا بادشاہ پر موت نازل ہوتی ہے۔تو اس کو بیٹا کہنے لگتا ہے **لا الہ الا اللّٰہ** کہہ تو وہ کہتا ہے میرا بادشاہ مدد کرنے والا ہے۔بیٹا اس پر کلمہ کو دو بار پڑھتا ہے۔باپ بار بار کہتا ہے میرا بادشاہ حمایت کرنے والا ہے پھر وہ مر جاتا ہے۔دوسرے کو کہا جاتا ہے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** کہہ تو وہ کہنے لگتا ہے فلاں گھر کو اس طرح ٹھیک کرو اور فلاں باغ میں اس طرح کرو اور دو سودی کاروبار کرنے والوں میں سے ایک کو اس کے موت کے وقت کہا جاتا ہے۔

لا الہ الا اللّٰہ کہہ تو وہ کہنے لگتا ہے دس گیارہ کے مقابلہ میں اس کو بار بار کہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے۔

اور ان میں سے بعض کا رنگ کالا ہو جاتا ہے یا ان کا چہرہ قبلہ سے پھر جاتا ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

میں جن بعض اشخاص کے بارے میں اچھا گمان کرتا تھا اس سے میں نے سنا

Marfat.com

کہ وہ اپنی موت والی رات کہہ رہے تھے (میرا رب مجھ پر ظلم کرنے والا ہے) اللہ رب العزت اس کے قول سے بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دی ظلم کے ساتھ اس حال میں کہ وہ موت کے بستر پر تھا۔ پھر ابن جوزی نے فرمایا پس اس دن کے آنے پر اسے وحشت ناک غمگین وقت حاصل ہوتا ہے۔

سبحان اللہ کتنے ہی لوگوں نے اس عبرت کو دیکھا! جن پر قریب المرگ والوں کے بڑے بڑے احوال مخفی تھے۔

(۸) موت کا ذکر زیادہ کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لذتوں کو ختم کرنے والی کو زیادہ یاد کر (یعنی موت کو) موت کا تذکرہ برائیوں سے روکتا ہے اور دل کو نرم کرتا ہے۔ اس کا زندگی کی تنگی میں کوئی اس کا ذکر نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اس پر زندگی کو کشادہ کر دیتا ہے۔ اور اس کا ذکر کشادگی میں نہیں کیا جاتا تو وہ اس کی زندگی تنگ کر دیتا ہے اور بڑی چیز جس سے موت کی یاد آتی ہے وہ زیارت قبور ہے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت کرنے کا حکم فرمایا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ تم قبروں کی زیارت کرو۔ اس سبب سے کہ اس سے دل نرم ہوتا ہے، آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، اور آخرت کی یاد آتی ہے اور تم وہاں پر با آواز بات نہ کرو" رواہ الحاکم

بلکہ مسلمان کیلئے جائز ہے کہ نصیحت پکڑنے کیلئے کفار کی قبروں کو ملاحظہ کریں

قبروں کی زیارت کرنا دل کو نرم کرنے کا بڑا ذریعہ ہے اور زائر موت کی یاد سے نفع حاصل کرتا ہے اور اسی طرح مردوں کو ان کی دعاؤں سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث وارد ہوئی ہے آپ کے اس قول مبارک سے "سلامتی ہو تم پر اے مومن اور مسلمان قبروں والو اور اللہ رب العزت جو ہم میں سے پہلے گئے ہیں اور جو بعد میں آنے والے ہیں ان پر رحم فرمائے اور ہم تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔

Marfat.com

اور جس نے زیارت کا پختہ ارادہ کیا تو اسے چاہیے کہ اس کے ادب کو ملحوظ رکھے اور قبر پر آنے میں اپنے دل کو حاضر کرے اور اس کی زیارت کیلئے اللہ رب العزت کی رضا اور اپنے دل کی اصلاح کا ارادہ کرے۔ پھر اس کا اعتبار کرے جو مٹی کے نیچے ہوگیا ہے اور اپنے اھل اور احباب سے کٹ گیا ہے تو چاہیے کہ زائر سوچے اس کے بارے میں جو اپنے بھائیوں سے گذر گیا اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہوگیا ہے۔ وہ لوگ امیدیں کرتے تھے اور مال جمع کرتے تھے کیسے انکی امیدیں منقطع ہوئیں اور ان کو ان کے مال نے بے پرواہ کیا اور مٹی نے ان کے چہروں کی خوبصورتیوں کو مٹا دیا اور قبروں میں ان کے اجزاء علیحدہ ہوگئے۔ ان کے بعد ان کی بیویاں بیوہ ہوگئیں اور جلدی میں ان کی یتیم اولادیں قابو پاتی ہیں تاکہ مصیبت کے ٹھنڈے ہونے کے اسباب اور اس کی صحت اور جوانی پر بھروسہ کا ذکر کریں کھیل کود میں مائل ہونے کا تذکرہ کریں کہ اسے اپنے انتہائے کار کی طرف چلنا تھا۔

اور چاہیے کہ میت کے حالات کے بارے میں سوچیں کہ کیسے اس کی ٹانگیں ختم ہوگئیں اور اس کے آنسو بہہ پڑے اور کیڑوں نے اس کی زبان کو کھالیا اور مٹی نے اس کے دانتوں کو ختم کر دیا۔

اے وہ شخص جو بدبختی کی طرف دعوت دینے والی کی طرف مائل ہے۔

حالانکہ وہ موت کی خبر دینے والے یعنی بالوں کا سفید ہونا اور بڑھاپا تجھے پکار رہے ہیں اگر تو نصیحت کو نہ سنے تو تیرے سر میں حفاظت کرنیوالے یعنی کان اور آنکھ کس مقصد کیلئے ہیں۔ اس آدمی کے سوا کوئی بہرا اور گونگا نہیں۔ جسکو دو ہدایت دینے والے ہدایت نہ دیں یعنی آنکھ اور اتباع یہ زمانہ یہ دنیا یہ آسمان اعلیٰ نیر سورج کی چمک چاند کی دمک سب فنا ہونے والے ہیں۔ (باقی رہنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے)

یہ تمام چیزیں دنیا سے کوچ کرنے والی ہیں اگرچہ شہروں اور جنگلوں میں آباد ہونے والے اسکے فراق کو ناپسند کریں اور جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے تین چیزوں کے ذریعے اسے زیادہ عزت دی جائے گی۔ جلدی توبہ کرنے میں دل کو قناعت کرنے میں اور عبادت میں چستی کرنے میں

جس نے موت کو بھلا دیا اسکی تین چیزوں کے بارے میں سرزنش کی جائے

Marfat.com

گی۔ نماز میں سستی کرنے کے بارے میں، عبادتوں میں کاہلی کرنے کے بارے میں...... اور قریب المرگ کی موت کو دیکھنے سے دل پر اثر ہوتا ہے۔ یقیناً میت کی طرف دیکھنے اور اس کی سکرات اور اس کی گھبراہٹوں کا مشاہدہ کرنے۔ اس کی موت کے بعد اس کی صورت میں غور کرنے سے دلوں کی لذتیں ختم ہو جاتیں ہیں اور بڑے بڑے آنکھوں کے پپوٹے نیند ختم کر دیتے ہیں حالانکہ سکون ضروری ہے اور یہ حالت عمل پر ابھارتی ہے اس کو جو عمل کی کوشش کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مریض کے پاس عیادت کیلئے آئے تو اسے موت کی سکرات میں پایا تو اس نے اس کی تکلیف اور سختی کی طرف دیکھا جو اس پر تھی تو اپنے اہل کے پاس پھیکے رنگ کے ساتھ پہنچا تو گھر والوں نے اسے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے کھانا کھا تو اس نے کہا اے گھر والو تمہارا کھانا پینا تمہارے اوپر ہے (یعنی تم خود سے کھاؤ)

اللہ کی قسم میں نے موت کی ہلاکت دیکھی ہے میں برابر عمل کروں گا یہاں تک کہ موت سے ملوں۔

☆ اور موت کے پورے ہونے کے ساتھ جنازہ پر نماز پڑھنا

اور اس کو گردنوں پر اٹھانا اور اس کے ساتھ قبر تک جانا میت کو دفن کرنا اور اس پر مٹی ڈالنا اور یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مریضوں کی عیادت کرو اور جنازوں میں شرکت کرو یہ چیزیں تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں'' اور اس طرف اضافت کرتے ہوئے کہ بیشک جنازہ کی اتباع کرنے میں بڑا اجر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ''جو جنازہ میں حاضر رہا اس میت کے گھر سے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ جس مسلمان نے جنازہ میں شرکت کی ایمان اور اجر کی امید رکھتے ہوئے تو اس کیلئے ایک قیراط ہے اور جو جنازہ میں دفن کرنے تک حاضر رہا تو اس کیلئے دو قیراط ہیں اجر میں عرض کی گئی اے اللہ کے رسول یہ قیراط کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی مثل ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہے'' رواہ

Marfat.com

الشیخان وغیرھما

اور سلف الصالحین رحمہم اللہ گناہوں میں پڑے ہوئے شخص کے ساتھ موت کا تذکرہ کرتے تھے۔

سلف میں سے کسی کا ایک واقعہ ہے کہ اس کی مجلس میں ایک شخص نے غیبت کے طور پر دوسرے کا ذکر کیا تو اس سلف رحمہ اللہ نے غیبت کرنے والے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا یاد کر اس کپاس کو جب اس کو تیری آنکھوں پر رکھا جائے گا' یعنی تکفین کے وقت بقول شاعر

ہم شمع یقیں کے پروانے شعلوں سے محبت کرتے ہیں
اے زیست ہماری راہ سے ہٹ ہم موت کی عزت کرتے ہیں

(۹) جن کاموں سے دل میں ایمان کو جلاء ملتی ہے ان میں سے آخرت کی منزلوں کو یاد کرنا ہے۔

ابن قیم نے کہا کہ پس جب (ایمان کو جلاء دینے والے کی) فکر صحیح ہو جائے تو اس کیلئے بصیرت لازم ہو جاتی ہے بصیرت وہ دل کا نور ہے۔ وہ اس کے ذریعے وعدے اور وعید کو اور جنت اور جہنم کو دیکھتا ہے۔[1] جنت میں جو کچھ ہے اسے اللہ رب العزت نے اپنے دوستوں ولیوں کیلئے تیار کیا ہے اور جہنم میں جو کچھ ہے اس کو اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کیلئے تیار کیا ہے تو تو لوگوں کو دیکھے گا وہ اپنی قبروں سے نکل رہے ہوں گے دعوت حق سے ڈرتے ہوئے جلدی چلتے ہوئے اور تحقیق فرشتوں کو اتارا جائے گا کہ وہ ان کا احاطہ کریں گے۔

اور پھر اللہ رب العزت تشریف فرما ہوگا اور پھر اس کی کرسی کو فیصلہ کرنے کیلئے رکھا جائے گا اور زمین اس کے نور سے روشن ہو جائے گی اور کتاب رکھی جائے گی اور پھر نبیوں اور شہیدوں کو لایا جائے گا اور پھر ترازو رکھا جائے گا اور پھر نبیوں اور شہیدوں کو لایا جائے گا اور پھر ترازو رکھا جائے گا اور ہر کسی کو صحیفہ دیا

---

(۱) سبحان اللہ عام آدمی کی بصیرت اور دل کے نور میں اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ یہ تمام چیزیں ملاحظہ کرتا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ چیزوں کو بطریق اولیٰ ملاحظہ فرماتے ہیں لہٰذا' اس قول سے اعتراض کرنیوالے کو عبرت پکڑنی چاہیے۔ کیونکہ قول بھی دیکھیں کس نے ذکر کیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

جائے گا اور جھگڑوں کے انبار لگ جائیں گے ہر مخالف اپنے مخالف کے ساتھ معلق ہوگا اور ڈوبا ہوا ظاہر ہوگا اور اس کے کوزے کی چیز سے ظاہر ہونگے۔ پیاس زیادہ ہوگی۔ راستہ کم ہوں گے۔ پار کرنے کیلئے پل نصب ہونگے اور اس پر لوگ بھیڑ کریں گے اور اس کو یاد کرنے کیلئے نور بانٹا جائے گا نہ کہ ظلمت اور آگ کا کچھ حصہ اس کے نیچے بھڑکے گا۔

اور اس میں نجات پانے والوں سے زیادہ لوگ گریں گے۔ تو اس کے دل میں آنکھ کھولی جائے گی۔ جسکے ذریعے وہ اسے دیکھے گا اور آخرت کے نظاروں سے اس کا دل رک جائے گا وہ آخرت کی ہیشگی اور دنیا کے جلدی زوال کو دیکھے گا اور قرآن مجید کی سورتوں میں آخرت کے دن کے مشاہدہ کا بہت ذکر ہے۔ جیسے سورۃ ق' الواقعہ' القیامۃ' المرسلات' النباء' المطففین اور التکویر میں ہے اور اسی طرح حدیث کی کتابوں میں جیسے قیامت' جنت دوزخ کے ابواب کے تحت مذکور ہے۔

اس سے مقصود یہ ہے کہ قیامت کے مناظر کو جاننے سے ایمان بڑھتا ہے۔ جس طرح موت کے بعد اٹھنا' نشر اور حشر' شفاعۃ' حساب' جزاء' قصاص' میزان' حوض کوثر' پل صراط' دار قرار جنۃ یا جنہم ان چیزوں کے علم سے

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

(۱۰) وہ امور جن سے ایمان کو جلا ملتی ہے

آیات کونیہ (کان یکون والی ایتوں) کا باھم تعامل کرنا ہے' بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل یا ہوا کو دیکھتے تھے تو اسکے اثرات آپ کے چہرے سے پہچانے جاتے تھے۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض اے اللہ کے رسول میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب لوگ بادل کو دیکھتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادلوں کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے سے ناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کیونکہ بعض قوموں کو ہوا کے ذریعے بھی عذاب دیا گیا۔

Marfat.com

جب وہ قوم عذاب کو دیکھتی تو کہتی یہ یکسو ہوکر ہم پر بارش برسائیں گے اور جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاند میں گرہن دیکھتے تو گھبرا کر اٹھتے تھے۔ جس طرح کہ صحیح البخاری میں آیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سورج کو گرہن لگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوئے اس ڈر سے کہ یہ قیامت نہ ہو" فتح الباری

ہم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ ہم کسوف اور خسوف کے وقت نماز کے ذریعے پناہ لیں اور بتایا کہ یہ اللہ رب العزت کی نشانیاں ہیں وہ اسکے ذریعے اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے۔

کوئی شک نہیں کہ دل ان علامتوں اور گھبراہٹوں سے تعامل کرتا ہے۔ اس سے دل میں ایمان کو جلاء ملتی ہے اور اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ اس کی عظمت' اس کی قدرت' اس کی قوت اور اس کی ملامت کی یاد ہوتی ہے۔ اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پھر چاند کی طرف اشارہ کیا۔ پھر فرمایا اے عائشہ اللہ تو اس کے شر سے پناہ مانگ۔ کیونکہ یہ وہ ہے کہ اس کے ڈوبنے سے اندھیرا ہو جاتا ہے۔

اور اس کی اسی طرح اور بھی مثالیں ہیں۔ خسف کی ہوئی اور عذاب والی جگہوں اور ظالموں کی قبروں سے گذرنے سے تاثر لینا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حجر کے پاس پہنچنے پر فرمایا ان عذاب والی جگہوں پر نہ گذرو مگر کہ روتے ہوئے اگر تم روؤ نہیں تو داخل بھی نہ ہوؤ تا کہ تم کو وہ نہ پہنچے جو ان کو پہنچا یعنی عذاب۔ حضور کا یہ ارشاد ہے لیکن لوگ آج وہاں سیر وسیاحت اور تصویروں کیلئے جاتے ہیں۔ پس غور کرو۔

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردار
تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو وہ گفتار۔ وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

(۱۱) ضعف ایمان کے علاج میں انتہائی توجہ کے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

اللہ کا ذکر دل کی صفائی اور اس کی شفاء ہے اور ذکر دل کی بیماری کے وقت دوا ہے اور ذکر اعمال صالحہ کی روح ہے اور اللہ رب العزت نے اس کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا — اے ایمان والو اللہ رب العزت کا ذکر زیادہ کرو۔

ذکر زیادہ کرنے سے کامیابی کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ — اللہ رب العزت کا زیادہ ذکر کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

اللہ رب العزت کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ — اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

جس پر اسلام کے زیادہ قوانین لاگو ہیں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے فرمایا ”ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو“

ذکر رحمٰن کو راضی رکھنے والا ہے شیطان کو دھتکارنے والا ہے تکلیفوں اور غموں کو ختم کرنے والا ہے۔ رزق کو جمع کرنے والا ہے۔ معرفت کے دروازوں کو فتح کرنے والا ہے۔ وہ جنت کا پودا ہے اور زبان کی برائیوں کو چھوڑنے کا ذریعہ ہے۔ اور ذکر فقیروں کے غموں کی تسلی ہے وہ فقیر جو صدقہ کیلئے کچھ نہیں پاتے پس اللہ رب العزت نے ان کو صدقہ کا بدلہ ذکر کے ساتھ دیا ہے جو کہ بدنی اور مالی اطاعت کا نائب ہے اور صدقہ کے قائم مقام ہے۔ اللہ رب العزت کے ذکر کو چھوڑنا دل کی سختی کا سبب ہے۔ اللہ رب العزت کے ذکر کو بھلانے والوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور ان کے جسم قبروں سے پہلے قبر ہوتے ہیں۔ ان کی روحیں ان کے جسموں میں وحشت کے طور پر ہوتی ہیں۔

ان کیلئے کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اسی لئے جو شخص اپنے ایمان کی کمزوری کے علاج کا ارادہ رکھتا ہو اس کیلئے اللہ کا زیادہ ذکر کرنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ جب تو بھول جائے تب اللہ کا ذکر کر

اور اللہ رب العزت نے ذکر کے اثر کو دل پر واضح کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (سورۃ الرعد ۲۸) وہ جو ایمان لائے اور انکے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

ابن قیم نے ذکر کے ساتھ علاج کرنے کے بارے میں کہا ہے کہ دل کی سختی کو اللہ کے ذکر کے سوا کوئی چیز نہیں پگھلا سکتی تو بندہ کو چاہیے کہ اپنے دل کی سختی کا علاج اللہ کے ذکر سے کرے۔

اور ایک آدمی نے حسن بصری رحمہ اللہ کو کہا: اے ابو سعید! میں تجھے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں۔ حسن بصری نے کہا اس کو ذکر کے ذریعے نرم کر دے اسلئے کہ جب بھی غفلت زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ سختی بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جبکہ اللہ کا ذکر اس سختی کو پگھلا دیتا ہے جس طرح کہ آگ سیسہ کو پگھلا دیتی ہے۔ اللہ رب العزت کے ذکر جیسی چیزوں سے دل کی سختی کو پگھلایا جا سکتا ہے۔

ذکر دل کی شفا اور دوا ہے اور غفلت دل کا مرض ہے۔ اس غفلت کی شفاء اور دوا اللہ کا ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔ مکحول کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر شفا ہے اور لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔

اور بندہ ذکر کے ذریعے شیطان کو اس طرح پچھاڑتا ہے جس طرح شیطان غافل اور گم سم آدمی کو پچھاڑتا ہے۔

بعض سلف نے فرمایا: جب ذکر دل میں مضبوط ہوتا ہے تو پھر اگر شیطان اس کے قریب ہوتا ہے تو وہ اس شیطان کو ایسے پچھاڑتا ہے جیسے وہ انسان کو پچھاڑتا ہے۔ جب شیطان اس سے قریب ہوتا ہے تو اس شیطان پر دوسرے شیطان جمع ہو جاتے ہیں۔ یعنی شیطاطین اس شیطان پر جمع ہو جاتے ہیں جو مومن کے دل کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ شیطان کہتے ہیں کہ اس کو کیا ہو گیا ہے؟

Marfat.com

تو وہ شیطان کہتا ہے۔ وہ بھول گیا ہے۔

زیادہ تر وہ لوگ جنہیں شیطان ورغلاتا ہے وہ غافل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے لئے وظیفوں اور ذکروں کا قلعہ نہیں بناتے۔ اسی وجہ سے شیطان کا ان لوگوں کو مشتبہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اور کچھ لوگ کمزور ایمان کی شکایت کرتے ہیں کہ ان پر بعض علاج کے وسائل مشکل ہو گئے ہیں۔ جس طرح قیام لیل اور نوافل' ان کیلئے اس علاج کو شروع کرنا اور اس پر حرص کرنا مناسب ہوگا۔ تو وہ مطلق ذکروں سے (جن کو ہمیشہ دہرائیں اناسے حفاظت کریں جیسے لا الہ الا اللّٰہ وحدہ' لاشریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تعریفیں ہیں۔ وھو علی کل شیئ قدیر سبحان اللّٰہ وبحمدہ' سبحان اللہ العظیم' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ رب العزت پاک ہے اسی کی حمد ہے۔ اللہ رب العزت پاک ہے بلند و بالا ہے۔

"لاحول ولاقوۃ الا باللہ" نہ ہی کوئی نیکی کی توفیق دینے والا ہے اور نہ ہی کوئی برائی سے روکنے والا ہے سواء اللہ کے اور اس کے علاوہ بھی ذکر ہیں اور اسی طرح وہ اذکار مقیدہ سے تحفظ کریں جو حدیث شریف میں آئے ہیں۔ جب ان کا وقت زمانہ یا مکان ہو انہیں بار بار دہرائیں جیسے صبح اور شام کے ذکر اور سونے اور جاگنے کے اذکار خوابوں اور بردباری' کھانے' بیت الخلاء' سفر' بارش' اذان' مسجد' استخارہ' مصیبت' قبروں پر جانے' ہواؤں کے' چاند کو دیکھنے کے' سواری پر سوار ہونے کے' سلام' چھینک' مرغے کی آواز' گدھے کی آواز' کتے کے بھونکنے' مجلس کے تدارک' اور آزمائش والوں کو دیکھنے کے اذکار' کوئی شک نہیں کہ جس نے ان کی محافظت کی تو عنقریب وہ بلا واسطہ اپنے دل میں اس کا اثر پائے گا۔

ایمان کو جلا دینے والے امور

(۱۳) وہ امور جن سے ایمان کو جلاء ملتی ہے اللہ سے گڑگڑانا اور اسکے سامنے جھکنا ہے۔

Marfat.com

اور جب بھی بندہ عجز و انکساری کرتا ہے تو اللہ رب العزت کے قریب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے تب قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے' پس تم زیادہ دعا کرو۔ رواہ مسلم

اس لئے کہ سجدہ کی حالت میں زیادہ خشوع و خضوع ہوتا ہے۔ باقی ہیئتوں اور حالتوں میں ایسا خشوع و خضوع نہیں ہوتا' جب بندہ اپنی پیشانی زمین پر رکھتا ہے تو اس میں سب سے اعلیٰ قسم کا خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔

میں تجھ سے تیری عزت اور اپنے خشوع و خضوع کے واسطہ سوال کرتا ہوں اے اللہ تو مجھ پر رحم فرما' میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری قوت کے سبب اور اپنی کمزوری کے سبب تو اپنی غنا کے واسطے سے میرے سجدہ کو قبول فرما اور میں تیرا محتاج ہوں میری یہ جھوٹی اور خطا کار پیشانی تیرے سامنے ہے۔ میرے علاوہ تیرے بہت سے بندے ہیں۔ کوئی ٹھکانہ اور نجات کی جگہ نہیں تیرے سوا مگر یہ کہ تجھ سے امیدیں وابستہ ہیں۔ میں مسکینوں کے مسئلوں کا سوال کرتا ہوں اور میں تیرا عاجز ہوں۔ جھکنے اور خشوع و خضوع کرنے والا عاجز۔ میں تجھے اندھے کی طرح پکارتا ہوں۔ اس کا سوال جس نے اپنی گردن تیرے لئے جھکائی اور تیرے لئے اپنی ناک خاک آلود کی اور تیرے لئے آنسو بہائے اور تیرے لئے دل نے تواضع کی"

پس جب بندہ اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہوئے ایسے الفاظ کہتا ہے۔ تو ایمان اس کے دل میں دگنا اور دگنا ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت کی طرف اپنی محتاجی کا اظہار کرنا جن سے ایمان کو قوت ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ ہم اسکے محتاج ہیں اور ہمیں اس کی ضرورت ہے۔

تو اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○ (سورۃ الفاطر ۱۰)

اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ غنی اور تعریف کئے جانے والا ہے۔

Marfat.com

کم امیدیں

(۱۳) کم امیدیں تجدید ایمان میں بڑی مشغول رکھنے والی ہیں۔

ان امیدوں کے بارے میں اس آیت میں بڑا بیان ہے۔

افرئیت ان متعنهم سنین ٥ ثم جائهم ماکانوا یوعدون ٥ ما اغنی عنهم ماکانوا یمتحون٥ (سورۃ الشعراء)

بھلا دیکھو تو! اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں پھر آئے ان پر وہ جسکا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں تو کیا کام آئے گا انکے وہ جو برتتے ہیں گویا کہ وہ نہیں ٹھہرتے ہیں مگر کہ دن کی کوئی گھڑی

پس یہ ساری زندگی ہے انسان اس امید کو لمبا نہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔ عنقریب میری زندگی گذر جائے گی کچھ سلف رحمہم اللہ نے ایک آدمی کو فرمایا: ہمارے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ لے آدمی نے کہا اگر میں نے تمہارے ساتھ ظہر پڑھی تو میں تمہارے ساتھ نماز عصر نہیں پڑھوں گا"

تو سلف نے فرمایا: گویا کہ تجھے امید ہے کہ تو عصر نماز تک زندہ رہے گا۔ ہم اللہ سے لمبی امیدوں کی پناہ مانگتے ہیں۔

(۱۴) دنیا کو اتنا حقیر سمجھنا کہ بندے کے دل سے اس کا تعلق ختم ہو جائے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

وما الحیوۃ الدنیا الامتٰع الغرور

دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر دھوکہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیشک کھانے والے آدمی کی مثال دنیا کیلئے پیش کی گئی ہے تو دیکھ آدمی سے کیا نکلتا ہے اگر وہ اس (کھانے میں) مصالحہ اور نمک ڈالے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کیا ہونے والا ہے۔ طبرانی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرمارہے تھے دنیا لعنت کی گئی ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ سواء اللہ کے ذکر اور جو ذکر کے قریب ہیں یا عالم یا متعلم۔ ابن ماجہ

(۱۵) اور وہ امور جن سے دل میں ایمان کو جلا ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حرام چیزوں کی تعظیم ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

ذَالِکَ وَمَنْ یُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْب (سورۃ الحج ۳۲)

بات یہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اور اللہ کی حرام کردہ چیزیں یہ اللہ رب العزت کے حقوق ہیں۔ کبھی شخصی لحاظ سے ہوتے ہیں اور کبھی جگہوں کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ کبھی زمانہ کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ شخصی اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ساتھ قائم رہنا۔ مکانی اللہ تعالیٰ کی شعائر کی تعظیم کی مثال حرم پاک کی تعظیم ہے۔ زمانی شعائر اللہ کی تعظیم میں سے ماہ رمضان کی تعظیم ہے۔

وَمَنْ یُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (سورۃ الحج ۳۰)

اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کیلئے اسکے رب کے یہاں بھلا ہے۔

صغیرہ گناہ کو حقیر نہ جاننا

☆ اور اللہ کی حرمتوں کی تعظیم میں سے ہے کہ گناہ صغیرہ کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صغیرہ) گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو' کیونکہ یہ آدمی پر جمع ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں کو حقیر سمجھنے والوں کی مثال پیش کی اس قوم کی مثال کہ وہ بیابان زمین میں اترے تو قوم کا ماہر حاضر ہوا تو آدمی دوڑنے لگا اور لکڑیاں لایا اور دوسرے آدمی نے بھی لکڑیاں لائیں اتنے تک کہ انہوں نے کافی لکڑیاں جمع کیں۔ پھر انہوں نے آگ بھڑکائی۔ جو چیز اس میں ڈالی تھی وہ چیز پکائی۔

Marfat.com

(دو آدمیوں نے تھوڑی تھوڑی لکڑیاں لاکر اتنی لکڑیاں جمع کیں کہ اس سے آگ جلا کر مطلوبہ چیز پکائی یعنی تھوڑی تھوڑی لکڑیاں بہت ہوگئیں تو اسی طرح تھوڑے تھوڑے گناہ بڑے ہوجاتے ہیں اور آگ میں جلانے کے قابل ہوجاتے ہیں)۔

چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑنا یہ تقویٰ ہے۔اور تو اس آدمی کی طرح تیار ہو جو کانٹوں والی زمین پر چلتا ہے جو کچھ (کانٹا وغیرہ) دیکھتا ہے ڈرتا ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خاطر میں فرماتے ہیں۔

بہت سے لوگ قبیح کام کر کے اسے وقار سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ سرمایہ پر حملہ کرنا۔ جیسے حرام شدہ چیزوں میں نظر کو آزاد کرنا۔ (یعنی حرام چیزوں کو جائز سمجھتے ہیں) اور جس طرح کہ بعض طالب علم کتاب ادھار لیتے ہیں اسے واپس نہیں کرتے"

بعض سلف نے فرمایا کہ میں نے چشم پوشی سے ایک لقمہ تناول فرمایا تو میں آج چالیس سالوں سے پیچھے ہوں" یہ اس سلف رحمہ اللہ کی عجز وانکساری ہے۔

(۱۶) وہ امور جن سے ایمان کو دل میں جلاء ملتی ہے دوستی اور خلاصی ہے یعنی مؤمنین کے ساتھ قربت اور کفار سے دشمنی

جب دل اللہ کے دشمنوں کے ساتھ معلق ہوگا تو زیادہ کمزور ہوگا اور اس میں عقیدہ کے مقاصد پژمردہ ہوں گے۔ جب اللہ رب العزت کیلئے خالص دوستی ہوگی تو وہ مومنوں کو دوست رکھے گا اور ان کی مدد کرے گا۔ اللہ رب العزت کے دشمنوں کیساتھ دشمنی اور ان کے ساتھ ناراضگی یہ ایمان کو زندہ کرتی ہے۔[1]

(۱۷) تواضع کیلئے ایمان کی تجدید میں اچھے کاموں کی گردش اور دل کو تکبر کے زنگ سے خالی کرنا۔

اس لئے کہ تواضع کلام میں، کاموں میں اور مضبوطی پیٹھ میں ہے یہ چیزیں دل سے اللہ تعالیٰ کیلئے عجز وانکساری پر دلالت کرتی ہیں۔

اور تحقیق رب العزت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شکستہ حالی ایمان

(۱) اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ عقیدہ لوگوں سے دوستی نہیں رکھنی چاہیے ان کی امامت بھی جائز نہیں۔ (یعنی ان کی امامت میں نماز پڑھنا) یہی ذریعہ ہے۔ ایمان کو جلا بخشنے کا (مترجم)

میں سے ہے" اور اسی طرح فرمایا جنہوں نے اللہ رب العزت کی خاطر عجز کرتے ہوئے طاقت کے باوجود اچھے لباس کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو مخلوق کے اوپر سے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ چاہے تو ایمان کا جوڑا پہن لے" (ترمذی) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا اپنے غلاموں سے امتیاز نہیں ہوتا تھا۔

(۱۸) یہاں تجدید ایمان کی خاطر بے چین دلوں کے اعمال بیان ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت اور اللہ رب العزت سے خوف امید اور اس پر اچھا گمان اور اسی پر توکل اور اس کے فیصلہ سے رضا اور اس کا شکر اس کی تصدیق اور اس کا یقین اور اس کی پاکی کا بھروسہ اس سے توبہ کرنا اور بقیہ ان کے علاوہ بھی اعمال قلبیہ ہیں۔

اور یہاں ایسے مقامات ہیں جسکی طرف بندے کو مکمل علاج کیلئے پہنچنا چاہیے جس طرح استقامت، توبہ کرنا، ذکر کرنا، کتاب اور سنت کو مضبوطی سے تھامنا، خشوع کرنا، دنیا سے بے رغبتی، تقویٰ اور مراقبہ کرنا۔

اور ابن قیم نے ان مقامات کو اپنی کتاب مدارج السالکین میں جاری کیا ہے۔

(۱۹) ایمان کی تجدید میں بے چین نفس کا محاسبہ بھی ہے۔

اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ — اے ایمان والو اللہ سے ہر جان

وَلْتَنظُرْ نَفْس "مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ — دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا

(الحشر ۱۸)

حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا اپنے نفسوں کا محاسبہ کرلو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور حسن بصری کہتے ہیں مومن اپنے نفس کا محاسبہ ہی کرتا ہے۔

میمون بن مہران فرماتے ہیں: "اگر نفس کا سخت محاسبہ کرنا ہو تو حرص کی ساجھی سے کرلو اور ابن قیم نے کہا ہے کہ نفس اپنی موافقت اور خواہشات کی پیروی کے بارے میں عدم دلچسپی لینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ مسلم کیلئے ضروری ہے کہ کسی وقت اپنے نفس کے ساتھ علیحدہ ہوتا ہے تاکہ اس کی سرزنش کرے اور محاسبہ کرے

Marfat.com

اور اس کے بارے میں سوچے اور سوچے کہ مقررہ وقت کیلئے کیا آگے بھیجا ہے۔

(۲۰) اختتام بندے کو اللہ رب العزت سے قوی اسباب کی دعا کرنی چاہیے تا کہ ان اسباب کو استعمال کرے۔

جس طرح کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا ایمان اس طرح ختم ہوگا جس طرح کپڑا ختم ہوتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کی جلاء دے۔ آمین

اللھم انا نسالک باسمائک الحسنیٰ وصفاتک العلیٰ ان تجدد الایمان فی قلوبنا اللھم حبب الینا الایمان وزینه فی قلوبنا وکره الینا الکفر والفسوق والعصیان واجعلنا من الراشدین سبحان رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین٥

کتبه فی اللغة العربیة محمد صالح المنجد

وترجمه فی اللغة الاردویة مظفر علی فیضی

☆......☆......☆

Marfat.com

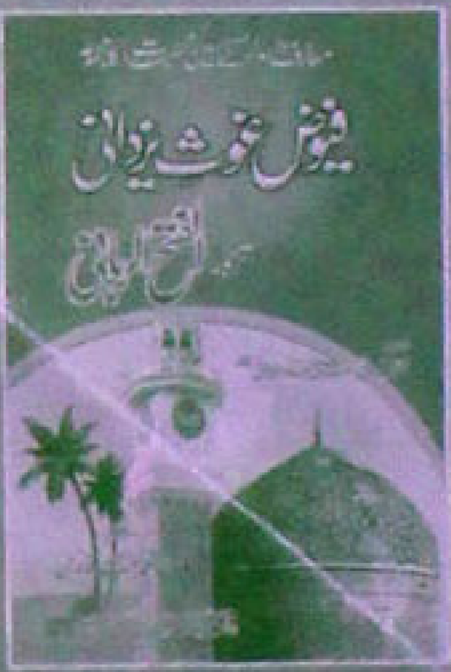

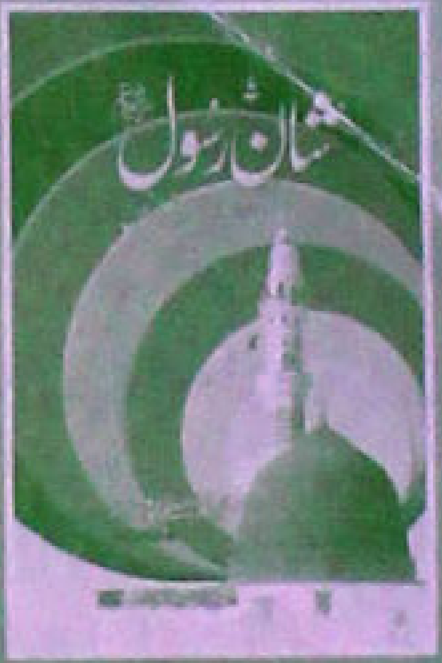

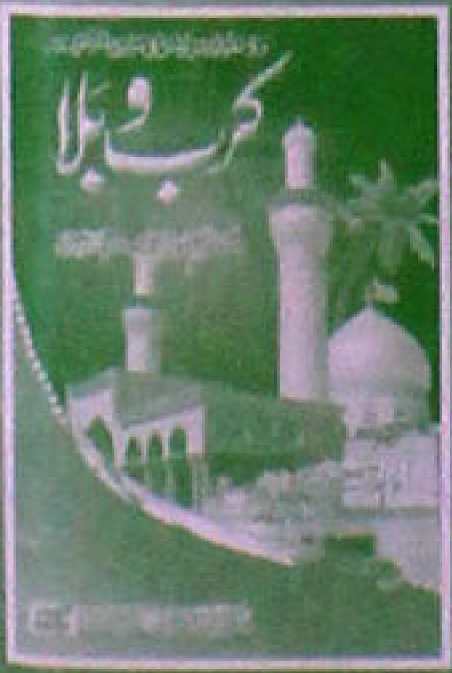

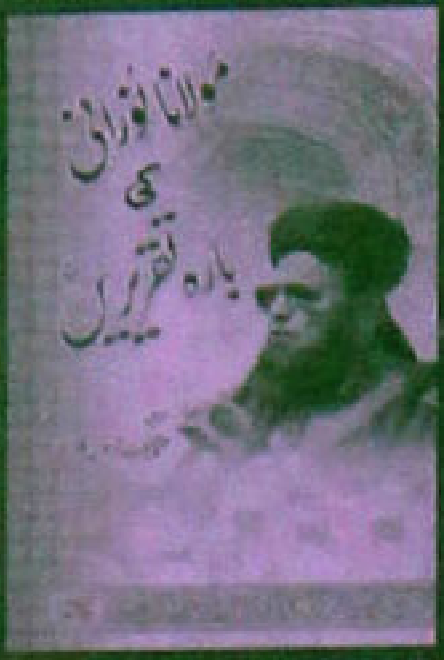

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com